سلسلۂ یوسفیہ

شمارہ (۴)

# قصۂ بے نظیر

سنہ ۱۱۵۵ھ

از

صنعتی

مرتبہ

عبدالقادر سروری ام اے۔ ال ال بی

لکچرار اردو جامعۂ عثمانیہ

سنہ ۱۳۵۷ھ

# مجلسِ اشاعتِ دکنی مخطوطات

## سرپرست

## عالی جناب نواب سالار جنگ بہادر

(۱) مولوی سید محمد اعظم صاحب ام۔اے۔ بی۔ایس۔سی۔ (کینٹب) پرنسپل سٹی کالج صدر

(۲) ڈاکٹر سید محی الدین قادری صاحب ام۔اے۔ پی۔ایچ۔ڈی (ریڈر اُردو جامعہ عثمانیہ) نائب صدر

(۳) مولوی مرزا حسین علی خاں صاحب بی۔اے (آنرز) پروفیسر انگریزی پرووسٹ جامعہ عثمانیہ رکن

(۴) مولوی عبد المجید صاحب صدیقی ام۔اے۔ ال ال بی۔ (لکچرار تاریخ جامعہ عثمانیہ) رکن

(۵) مولوی عبد القادر سروری صاحب ام۔اے۔ ال ال بی (لکچرار اُردو جامعہ عثمانیہ) ... رکن

(۶) مولوی سید محمد صاحب ام۔اے۔ ........ (لکچرار اُردو سٹی کالج) معتمد

(۷) مولوی میر سعادت علی صاحب ام۔اے۔ ............ شریک معتمد

# پیش لفظ

اُردو یا ہندستانی کی ابتدائی تاریخ اور اس کے قدیم شعرا و مصنفین کے حالات و مقالات ایک عرصہ دراز تک بالکل تاریکی میں رہے اور عام طور پر یہی سمجھا جاتا تھا کہ ولی اورنگ آبادی جو گیارویں صدی ہجری کے رُبع آخر میں گزرے ہیں، اس زبان کے سب سے پہلے شاعر تھے بلکہ بعض متاخر تذکرہ نویسوں نے ان کے کلام کو بھی جس میں قدیم زبان کی بہت زیادہ جھلک پائی جاتی تھی، ٹکسال باہر قرار دیکر دلّی کے ان شعرا کو، جنھوں نے ولی کی تقلید میں فارسی کی بجائے اُردو میں شعر کہنا شروع کیا تھا، اُردو کے اولین شعرا قرار دیا ہے۔ لیکن حالیہ تحقیقات نے اس حقیقت کو روز روشن کی طرح ثابت کر دیا ہے کہ ولی اورنگ آبادی سے کئی سو برس پہلے اُردو زبان کی بنیاد پڑ چکی تھی، اور دکن کی قدیم اسلامی سلطنت بہمنیہ

کے آخری زمانے میں اور اس کے بعد اسکی جانشین ریاستوں یعنے قطب شاہی اور عادل شاہی کے عہد میں اس زبان نے اس قدر ترقی کرلی تھی کہ نہ صرف عام بول چال اور تبادلۂ خیال کے لئے استعمال کی جاتی تھی بلکہ اس میں نظم و نثر کی متعدد اعلیٰ درجے کی کتابیں بھی لکھی گئیں۔ خصوصاً قطب شاہی اور عادل شاہی خاندانوں کے علم دوست اور سخن گستر بادشاہوں کی خاص سرپرستی نے اسکی ترویج و ترقی کی رفتار بہت ہی تیز کردی، اور انکی شخصی دلچسپی سے جن میں بعض مثلاً محمد قلی قطب شاہ بانیٔ شہر حیدرآباد خود اعلیٰ درجے کے شاعر تھے، اس زمانے میں بہت سے بلند پایہ شعرا و مصنفین پیدا ہوئے۔ ان ریاستوں کی تباہی کے بعد اُردو زبان کی تیز رفتار ترقی ایک عرصے کے لئے کچھ رُک سی گئی، اور پھر سرکار دربار میں کچھ مدت کے لئے فارسی کا دور دورہ قائم ہوگیا، لیکن باوجود شاہی سرپرستی سے محروم ہونے کے اُردو زبان اپنی فطری موزونیت کے سبب برابر بڑھتی اور ترقی کرتی رہی اور رفتار زمانہ کے ساتھ ساتھ اس میں بہت سی تبدیلیاں ہوتی رہیں۔

اگرچہ محققین کی تحقیقاتی مساعی کی بدولت اردو زبان و ادب کی قدامت مُسلّم ہوگئی ہے لیکن ان قدیم شاعروں اور نثر نویسوں کے گراں پایہ ادبی کارنامے جن پر اس زبان کی تمام ترقیوں کی بنیاد قایم ہے اور جنکے مطالعے سے ہم نہ صرف اپنے قدما کے افکار و خیالات اور اسالیب بیان سے لطف اندوز ہوسکتے ہیں بلکہ

اپنی گزشتہ عظمت سے بھی آگاہی حاصل کرسکتے ہیں۔ اب تک گوشۂ گمنامی میں پڑے ہوئے تھے، پیوستہ سال سٹی کالج میں دو صد سالہ جشن یادگار ولی کے موقع پر "دکن کے مخطوطات" کی جو نمایش منعقد کی گئی تھی، اس سے معلوم ہوا کہ کتنے ہی انمول جواہر پارے ایسے ہیں جنکی اشاعت سے نہ صرف اُردو ادب کے ذخیرے میں ایک بیش قیمت اضافہ ہوگا، بلکہ ان سے اُردو ادب کی ابتدائی ترقیوں، اس زبان کی عہد بہ عہد تبدیلیوں اور عہد گزشتہ کی تہذیب وتمدن کے متعلق نہایت کارآمد معلومات حاصل ہونگی۔ نیز اس عہد کی کتابوں کے مطالعے سے یہ حقیقت بھی آشکار ہوتی ہے کہ ابتدائی اُردو میں عربی اور فارسی کے الفاظ کے ساتھ ہندی کے الفاظ بھی برابر کے شریک تھے جو بعد کو رفتہ رفتہ زبان سے خارج ہوگئے۔ موجودہ زمانے میں بیرونی زبانوں کے غیر ضروری الفاظ اُردو سے خارج کرکے اس کو خالص ہندستانی بنانے کی جو کوشش کی جارہی ہے اس کے مدنظر بھی ان کتابوں کی اشاعت بہت ہی کارآمد ثابت ہوگی۔ ان کے مطالعے سے اہل ذوق یہ معلوم کرسکیں گے کہ کس طرح ہندی اور سنسکرت کے الفاظ بھی اُردو کی خراد پر چڑھ کر اُردو یا ہندستانی زبان کا جز بن سکتے ہیں۔

حُسن اتفاق سے حیدرآباد کے مشہور علم دوست امیر عالی جناب نواب سالار جنگ بہادر، فیوضہ، نے بھی جو جشن یادگار ولی کے صدر نشین تھے اس اہم ضرورت کو محسوس فرمایا اور

اپنے خطبۂ صدارت میں بدیں الفاظ توجہ دلائی :۔

"اس اہم اور دلچسپ کام کو اس تقریب کے ساتھ ختم نہ ہونا چاہیئے۔ بلکہ مناسب یہ ہے کہ اس دو صد سالہ جشنِ ولی کی یادگار میں کوئی مستقل کام آغاز کیا جائے۔ میرے خیال میں اس سے بڑھ کر کوئی اچھا کام نہیں ہوسکتا کہ ولی کے معاصرین اور ان سے پہلے کے شاعروں اور صاحبانِ تصانیف کی اردو کتابیں مرتب اور شائع کی جائیں۔ ولی سے پہلے بھی ہمارے ملک میں بڑے بڑے شاعر اور انشا پرداز پیدا ہو چکے ہیں۔ خود طبقۂ فرمانروایان میں محمد قلی قطب شاہ اور علی عادل شاہ بلند پایہ شاعر تھے۔ پھر ان کے دربار کے ملک الشعرا وجہی، غواصی، نصرتی، رستمی وغیرہ ولی سے کم نہ تھے۔ اور چونکہ ولی سے بہت پہلے گزرے ہیں اسلئے ان کے کلام اور بھی زیادہ قابلِ قدر ہیں۔ بہرحال اس اہم کام کی تکمیل کے لئے ایک جماعت منتخب کرلینی چاہیئے۔"

نواب صاحب ممدوح نے قدرشناسی سے یہ بھی فرمایا کہ :۔

"مسرت کا مقام ہے کہ خود ہمارے ملک میں اب ایسے اصحاب موجود ہیں کہ ان قدیم کتابوں کے کلام اور زبان کو سمجھ کر ان کو جدید طریقوں پر مرتب کرکے

شائع کر سکتے رہیں۔ میں بھی اس مبارک اور اہم کام میں اس جماعت کا ہاتھ
بٹانے تیار رہوں۔"

چنانچہ نواب صاحب معظم کی اس علمی سرپرستی اور اعانت سے حسب ارشاد گرامی راقم کی صدارت میں حسب ذیل اصحاب کی ایک کمیٹی "مجلس اشاعت مخطوطات" کے نام سے قائم کیگئی اور قدیم ادبی جواہر پاروں کا ایک تفصیلی جائزہ لیکر انکی اشاعت کی ابتدائی مراحل طے کئے گئے۔

(۱) ڈاکٹر سید محی الدین قادری صاحب زور ام اے۔ پی ایچ ڈی (ریڈر اُردو جامعہ عثمانیہ) نائب صدر

(۲) مولوی مرزا حسین علی خاں صاحب بی اے (آنرز) (صدر شعبۂ انگریزی جامعہ عثمانیہ) رکن

(۳) مولوی عبدالمجید صاحب صدیقی ام اے۔ ال ال بی (لکچرار تاریخ جامعہ عثمانیہ) رکن

(۴) مولوی عبدالقادر سروری صاحب ام اے۔ ال ال بی۔ (لکچرار اُردو جامعہ عثمانیہ) رکن

(۵) مولوی سید محمد صاحب ام۔اے ........ (لکچرار اُردو سٹی کالج) معتمد

(۶) مولوی میر سعادت علی صاحب رضوی ام اے ......... شریک معتمد

علمی نقطۂ نظر سے قدیم کتابوں کی اشاعت آسان اور ہر شخص کے بس کا کام نہیں۔ جن لوگوں کو اس سے سابقہ پڑا ہے وہ اچھی طرح اس حقیقت سے واقف ہیں کہ اس کام میں کس قدر دشواریاں پیش آتی ہیں۔ مختلف نسخوں کے باہمی مقابلے اور تصحیح کے علاوہ بعض دفعہ ایک ایک لفظ کے لئے کئی کئی روز چھان بین کرنی پڑتی ہے، اور بظاہر یہ مثل

صادق آتی ہے کہ "کوہ کندن و کاہ برآوردن"۔ نسخے اکثر بدخط اور بعض غلط در غلط بھی ہوتے ہیں۔ ان تمام مراحل کو صبر و سکون اور محنت و ہمت سے طے کرنے کے بعد کتاب قابل اشاعت بن سکتی ہے۔ مجلس ہذا کے مستعد اور علم دوست ارکان نے جس محنت اور توجہ سے اس ہفت خوان ادب کو طے کیا ہے وہ انکی مساعی کے نتائج سے ظاہر ہے۔ اور توقع ہے کہ وہ ارباب ذوق کی پسندیدگی حاصل کریں گے۔

ڈاکٹر سید محی الدین قادری صاحب نے سلطان محمد قلی قطب شاہ کے نہایت ضخیم کلیات کی ترتیب کے صبر آزما کام کو اپنے ذمے لینے کے علاوہ مجلس کا مختلف طریقوں پر جو ہاتھ بٹایا ہے اس کا اعتراف نہایت ضروری ہے۔

یہ پیش لفظ نامکمل رہ جائیگا اگر میں عالی جناب نواب سالار جنگ بہادر کی فیاضی سے کہیں زیادہ اس ذاتی دلچسپی اور توجہ کا شکریہ ادا نہ کروں جو نواب صاحب ممدوح نے شروع ہی سے مجلس کے کاروبار میں فرمائی ہے فی الحقیقت نواب صاحب کے اس انہماک اور سرپرستی کے بغیر یہ مشکل کام انجام نہیں پاسکتا تھا۔

سید محمد اعظم

# فہرست مشتملات

صفحات



سلطان محمد عادل شاہ

# مقدمہ

یہ منظوم قصہ، جو عام طور پر "قصہ تمیم انصاری" کے نام سے موسوم اور مشہور ہے، تین سو سال پہلے کی اردو کا نمونہ ہے۔ اسکی تالیف گیارہویں صدی کے وسط میں ہوئی تھی اس قصے کا مصنف بیجاپور کا رہنے والا اور عادل شاہی خاندان کے چھٹے حکمران، محمد عادل شاہ (۱۰۳۷ھ - ۱۰۶۷ھ) کا معاصر تھا۔

مصنف کے متعلق، خارجی ذرائع سے کچھ معلومات حاصل نہیں ہوتیں کسی تذکرے میں اس کا حال درج نہیں ہے۔ حالانکہ محمد شاہ کے زمانے میں بیجاپور کی علمی اور ادبی چہل پہل کے متعلق معلومات حاصل کرنے کے کافی ذرائع موجود ہیں۔ محمد قاسم فرشتہ نے اپنی مشہور تاریخ، محمد کے پیش رو، ابراہیم ثانی (۹۸۸ھ - ۱۰۳۷ھ) کے عہد میں لکھی تھی۔ غالباً ابراہیم کے زمانے میں، صنعتی بہت کم عمر تھا اور اس کو شہرت حاصل نہیں ہوئی تھی۔ فرشتہ فارسی سے انس کے سبب، اس زبان کے شعرا کا تذکرہ تو کرتا ہے، لیکن اردو شاعروں کا ذکر

اس نے بہت کم کیا ہے، بجز اس کے کہ وہ، دربار میں خاص اہمیت رکھتے ہوں۔ ابراہیم کے حالات میں، اس نے، اسکے لڑکے علاء الدولہ کی ولادت کے جشن کے سلسلہ میں اکثر شعرا کا ذکر کیا ہے۔ اگر صنعتی کی شہرت ہوتی، تو اس کا بھی ذکر کرتا۔

"تاریخ فرشتہ" کے علاوہ، اس عہد کے علمی اور ادبی اذکار کا دوسرا تفصیلی ماخذ "تاریخ بیجاپور"، "بساتین السلاطین" ہے۔ محمد کے بیان میں "بساتین" کے مصنف نے ایک ذیلی سرخی (دربیان بعضے شاعر کہ دراں زمان بودند) کے تحت، سب سے پہلے ایک شاعر کا ذکر کیا ہے، جسکا نام وہ، ابراہیم خاں اور تخلص، صبحی بتلاتا ہے۔ اس شاعر کا ذکر مصنف نہایت ادب اور احترام کے ساتھ کرتا ہے۔ ظہور ابن ظہوری کے حوالے سے وہ بیان کرتا ہے کہ محمد شاہ نے ابن ظہوری سے ۱۰۴۱ھ میں حالاتِ دکن پر ایک کتاب لکھنے کی فرمایش کی تھی۔ اس سلسلہ میں وہ ابن ظہوری کی عبارت نقل کرتا ہے۔

> "تمام احوالات پادشاہان راکہ در تاریخ مسطور بود، و احوال سعادت مآل و فتوحات برکات آیات پادشاہ جمجاہ، سلطان خاقان ابن خاقان، سلطان محمد ادام اللہ ظلالہ علی مفارق البریات، آنچہ خود مشاہدہ نمودہ، و آنچہ از ثقات صادق القول مسموع داشتہ بر صفحہ ایام خجستہ فرجام نگاشتم۔ اول کسے کہ از مجلسیان حضور اعلیٰ بہ تحقیق این مقدمہ پرداخت، ابراہیم خان صبحی است۔ کہ مجموعۂ علم عقلی فراہم آورد،

نقلِ مقالات اوست ومقدمات جمیع علوم در انشار معلوم نمودن بیک نفس کوشش برافتادن و بودن است۔ در دقیقہ یابی ونکتہ دانی، موجے است کہ از تلاطم تفکرش برخاستہ و از تازگی بیانش سوسن سیراب با آراستگی زبان خود را آراستہ در بزم سخن سنجش شعر فہمان سخن رس را تا مصرع نفس موزوں از سینہ سر بر زند دم زدن خیال محال است اندازہ بلندش کمندے است کہ بر کنگرہ گردوں پیچیدہ و فکر فلک پیوندش صد بند الیست کہ سر گرم شکار ملک و ملک گردیدہ۔ وقصیدہ و غزل بمعنی پیچیدہ ومعانی رنگین بر جستہ چنداں سر بستہ کہ از بار تحسین آں، زبان حرف گیران چون رنگ روے نشانِ درہم شکستہ۔ نیسانِ فکرتش از بحر مخزن اسرار ہزاراں در بر روئے کار آوردہ وبیک فرخندہ پئے خیالش بہ نہان خانہ معرفت پروردگار پے بردہ۔ نظم۔

زہے نکتہ پرداز عالی مکان کہ پیر درگہ فکرش قدر و نشان
درآید صنف گشتہ ہر صبح و شام مضامین با باب بہر سلام
بہ میدان معنی چو تاز د سمند سر اہلِ دعوے کند در کمند
چو دریائے طبعش شود موج زن زند جوشش گوہر زمین و زمن"

(بساتین السلاطین مطبوعہ مطبع سیدی حیدر آباد دکن صفحہ (۲۲۳-۲۲۴)

پہلے تو اس کتاب میں طباعت کی بہت سی غلطیاں رہ گئی ہیں۔ دوسرے اس کے ناشر کو اس کی صحت کے متعلق شبہات ہیں۔ صبحی اور صنعتی میں جو مشابہت ہے وہ ظاہر ہے۔ ممکن ہے کہ اسی تجنیس خطی نے صنعتی کو صبحی بنا دیا ہو۔ بہرحال، اس وقت سوائے قیاس کے، ان دونوں کو ایک سمجھنے کی ہمارے پاس کافی دلائل موجود نہیں ہیں۔

اس میں شک نہیں کہ صنعتی نے متن کتاب میں کہیں اپنے حالات کے متعلق کچھ نہیں لکھا تاہم اس کے بعض بیانات سے اس کے زمانے اور قصے کے سنہ تصنیف کے متعلق معلومات حاصل ہو جاتی ہیں۔ قصے کی اندرونی شہادتوں سے اس کے خیالات، مذہب اور عقاید پر بھی کچھ روشنی پڑتی ہے۔

محمد عادل شاہ کی مدح میں اس نے ایک مستقل باب قائم کیا ہے جس میں وہ اس کی رعایا پروری، عدل گستری اور علم و ہنر کی سرپرستی کا ایسا واضح طور پر ذکر کرتا ہے کہ اس میں کوئی بات مبہم باقی نہیں رہ جاتی مثلاً وہ لکھتا ہے۔

مبارک ہے وہ جھاڑ جس چھاؤں تل　　　خلق آئیں آسودگی کے بدل
اول ان کون لیا، چھاؤں بن عقر　　　یزاں پاک میوہ یاسوں ن بخشے نصیب
مسیحا جگت میں وہی آج ہے　　　کہ جس دم تے سب خلق کا کاج ہے
اچھو جھاڑ سرسبز ایسا مدام　　　کہ جس جگ میں ہے فیض اس تے تمام

اچھو کیوں نہ وہ جھاڑیوں بادار    کہ ہے جس سوں آرام سینسار کار
کہ ہے جگ پو وہ سایہ کردگار    اچھنبا ہے یو چھانوں پروردگار
محمدؐ شہ داد گر دین پناہ    کہ ہر دم محمدؐ جسے دست گاہ
براہیم کے بعد از ہوا نام دار    جگت میں محمدؐ شہ کامگار
دکھن کا نوں ہے خسرو تاج دار    جتے تاجداران اتے باج دار

..........    ..........

شریعت منے عالم آرا ہے تو    سو پیارے محمدؐ کا پیارا ہے تو
بخشش خلق کوں آب گل کے نگر    لیا خلق کے پل میں دل کے نگر

..........    ..........

کیا پایہ عدل کوں استوار    لیا دین ایمان تجہ تے قرار
تری بخشش و فضل کا باغباں    جگت کے کیا شش چمن بوستان
اگر ابر برسائے باران تر    ترا ہات برسائے لعل و گہر

..........    ..........

خلایق کے دل اے شہ کامگار    تجہ احسان کے دام کیے ہیں شکار

..........    ..........

سخن پرور اں کا نوں پر کھے سخن رتن پار کھی جیون پر کھنا رتن

تر ی قدر دانی سوں اسے شہر یار ہنر کا خزاں جا کو آیا بہار

سبب تالیف کے طور پر جو ابیات لکھی ہیں، اس میں وہ بتلاتا ہے کہ ایک مبارک رات، جب میں محو فکر تھا، اور دل میں خیالات کے دریا امنڈ رہے تھے، مجھ پر ایسی مسرت طاری تھی گویا معلوم ہوتا کہ معانی کے دروازے مجھ پر کھل گئے ہیں۔ سوچ یہ تھی کہ حیات ابدی کس کو حاصل ہے؟ دل نے کہا کہ دنیا میں کوئی شخص ہمیشہ زندہ رہنے کے لئے نہیں آیا ہے۔ صرف وہ شخص زندہ رہ سکتا ہے جس نے کوئی اچھی یادگار چھوڑی ہو۔ نام باقی رہنا بڑی چیز ہے۔ اور اس کا سب سے بڑا ذریعہ سخن ہے، جو ایک اچھے فرزند سے بھی زیادہ قیمتی شئی ہے۔ جس شخص سے کوئی یادگار باقی نہ رہے، اس کا جینا اور نہ جینا، دونوں یکساں ہیں۔

یہ خیال آتے ہی میں سوچنے لگا کہ کیا لکھوں؟ کسی من موہن کی حکایت بیان کروں یا کسی گلبدن کا قصہ شروع کروں؟ اسی سوچ میں تھا کہ ملہم نے کہا کہ جو میں کہتا ہوں اسے نظم کر۔ یہ دیو اور پریوں کی حکایت نہیں بلکہ پیارے نبی کی روایت ہے۔ حضرت تمیم انصاری پر جو حادثات گزرے، ان کو بیان کر۔ اسی لئے یہی قصہ اختیار کیا۔ آگے وہ لکھتا ہے۔

"اسے فارسی بولنا ذوق تھا ولے تلی عزیزاں کو لیچ ذوق تھا

کہ دکھنی زبان سوں اسے بولنا　　　جو سیپی تے موتی نمن رولنا

قصے کی زبان کے متعلق وہ بیان کرتا ہے کہ "جو زبان میں نے اختیار کی ہے اسمیں سنسکرت کے الفاظ کم ہیں۔ اس سے قصے کا سمجھنا آسان ہوگیا ہے۔

"رکھیا کم سنسکرت کے اس میں بول　　　ادک بولنے تے رکھیا ہوں امول

جسے فارسی کا نہ کچھ گیان ہے　　　سو دکھنی زبان اس کو آسان ہے

سو اس میں سہنسکرت کا ہے مراد　　　کیا اس نے آسانگی کا سہاو

کیا اس نے دکھنی ہیں آسان کر　　　جو ظاہر ہوسیں اسمیں کئی کئی ہنر

کہا گرچہ قصے میں اس اختلاف　　　صحی کر کو بولیا ہوں ہیں بے خلاف

دیا اس رسالے کوں میں سعی کر　　　سو ترتیب بارا[12] مقامات پر

سنہ تصنیف ذیل کی بیت سے ظاہر ہے۔

ہزار یک ۵ پر سال بنجاہ و پنج　　　ہوئے تب ہوا پر جواہر یو گنج

ان ابیات میں غالباً قصے کا عنوان بھی بتلا دیا ہے۔

یو قصہ عجب پاک ہے دل پذیر　　　جو پاکاں کہے ہیں جسے بے نظیر

..............................　　　..............................

قلم اب تو اے "قصۂ بے نظیر"　　　شتابی سون یک مختصر دل پذیر لکھ

نہ کوتہ مطول نہ نزدیک، دور — کہ اوسط کو بولے ہیں خیر الامور

پوری مثنوی، بارا مقامات کے علاوہ، کئی تمہیدی ابواب پر مشتمل ہے۔ اکثر مثنویوں کی طرح اس کی ابتدا بھی حمد سے ہوئی ہے۔ جو کافی طویل ہے۔ حمد کے (۹۰) اشعار کے بعد نعت شروع ہوتی ہے۔ جو (۶۷) اشعار پر حاوی ہے۔ نعت کے بعد حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی کی منقبت میں (۴۹) شعر لکھے ہیں۔ اسکے بعد "سخن" یعنے شعر کی تعریف میں (۸۵) اشعار اور پھر محمد عادل شاہ کی مدح میں (۷۵) اشعار ہیں۔ مدح کے جستہ جستہ اشعار اوپر نقل کئے گئے ہیں۔ آغاز داستان سے پہلے، سبب تالیف سے متعلق (۳۶) اشعار ہیں اصل قصہ چار سو اشعار کے بعد سے شروع ہوتا ہے۔

شعر کی تعریف میں جو ابیات لکھی گئی ہیں، ان سے، شاعر کے ذاتی خیالات کا بہت کچھ پتہ چل سکتا ہے۔ "شعر" کے لیے صنعتی نے "سخن" ایہام کے طور پر استعمال کیا ہے اور اس سے متصوفانہ مطلب بھی نکالے ہیں۔ ذیل کے اشعار جو خاص شاعری پر صادق آتے ہیں، پڑھنے کے قابل ہیں سخن کی وسعت کے متعلق وہ لکھتا ہے

"جو کچھ ہے شہادت میں ہور غیب میں — سخن کے سماتا ہے اس جیب میں

........................ ........................

جہاں کالبد ہور سخن جیو ہے — سخن جیو ہور جیو میں پیو ہے"

آگے وہ بتلاتا ہے کہ ہر شخص شعر سرانجام نہیں کر سکتا، بلکہ اس کے لئے فطری لگاؤ چاہئے۔

”نہ ہر کوئی سخن کا سزاوار ہے | نہ ہر قطرہ لولوئے شہوار ہے
نہ ہر نافہ خوش باس نافہ کرے | نہ ہر یک مگر سر میں عنبر دھرے

..................... .....................

کہاں ہوئے کو دن تے شعر سلیم | کرے کاٹ کاں ازہ برگ نیم

اس طرح شعر فہمی کے متعلق وہ لکھتا ہے کہ ہر شخص شعری نزاکتوں کو نہیں سمجھ سکتا۔ اس کیلئے فطری ملکہ درکار ہوتا ہے اور اسکو وہ سخن سنجی پر بھی ترجیح دیتا ہے۔

”سخن میں کا بھی کوئی کاڑے تن | سخن داں سمجھتے ہیں قدر سخن
زیادہ ہے نزدیک اہل قیاس | سخن بولنے تے سخن کا قیاس
سمجھتے اگر سب سخن کا قرار | تو ہرگز نہ رہتا سخن کا وقار
نہ گوہر کو بوجھے بجز گوہری | نہ جوہر کوں سمجھے بجز جوہری

اس موقع پر محمد شاہ کے شعری ذوق کی تعریف اس طرح کرتا ہے

مکمل ہے اس دور میں لور تن | کہ ہے دور یو، دور شاہ سخن
دیا اس گہر کوں عجب آب و تاب | شہنشاہ کے طبع کا آفتاب“

سدا فہم جس کی کیا بندگی سخن جس سخن تے لیا زندگی
جس اس کا سخن دل کوں ارشاد ہے سخن شہر میں، شہر استاد ہے
ہوا خاتم الحق سخن شاہ پر سخن کی صفت پائی توں ختم کر

قصہ کا اسلوب بیان نہایت سادہ سدھا ہے۔ یہ ایک مہماتی طرز کا قصہ ہے۔ جس کی مرکزی شخصیت حضرت تمیم انصاری ہیں۔ "ہر مقام" گویا ایک نئی مہم کی داستان ہے۔ "مقام" کا استعمال فصل، باب یا بیان کی جگہ اس لئے کیا گیا ہے کہ اس میں تصوف کی اصطلاح کا شائبہ موجود ہے۔

قصے کا خلاصہ یہ ہے کہ حضرت عمرؓ ایک روز نماز فجر ادا کرنے کے بعد، وعظ کہنے اور شرع کے مسائل سمجھانے منبر پر تشریف لے گئے۔ اتنے میں ایک عورت آئی اور سلام کر کے اپنا احوال بیان کرنے لگی کہ "میرا شوہر چار سال سے غائب ہے۔ اسکی بھی خبر نہیں کہ وہ جیتا ہے یا مر گیا۔ میرے پاس کھانے پینے کو کچھ نہیں ہے۔ ظاہر ہے کہ خالی پیٹ عبادت کیسے ہو سکتی ہے۔ اجازت ہو تو دوسرا عقد کر لوں"۔ یہ سن کر حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ "تین سال اور صبر سے کام لے۔ اس کے بعد میں تجھے اجازت دوں گا"۔ اس کو تین سال کا آزوقہ بھی دیا گیا۔

تین سال کے بعد وہ عورت پھر حاضر ہوئی اور کہنے لگی۔ "خرچ سب ختم

ہو گیا۔ اب کیا حکم ہوتا ہے؟" اس پر آپ نے اسے مزید چار مہینے کا خرچ عطا کیا اور اتنا عرصہ اور صبر کرنے کا حکم دیا۔ چار مہینے کے ختم پر، وہ پھر آئی۔ اب حضرت عمر نے اسے عقد کرنے کی اجازت دی جو لوگ وہاں موجود تھے ان سے پوچھا کہ "کیا کوئی شخص اس عورت سے عقد کرنا چاہتا ہے؟" ایک نوجوان اس کے لئے تیار ہو گیا، اور آپ نے ان دونوں کا عقد کر دیا۔

دونوں تمیم انصاری کے گھر گئے۔ اتفاق سے یہ جمعہ کی رات تھی۔ دونوں نے رات عبادت میں بسر کرنے کا ارادہ کیا جب وہ عورت وضو کرنے کے لئے آنگن میں آئی تو کیا دیکھتی ہے کہ ایک شخص جن کی طرح اس کے سامنے آ کر کھڑا ہو گیا۔ اس کے تن پر "پاک پوشاک" کے سوا کچھ نہ تھا، اور جسم ضعف سے بال کی طرح پتلا پڑ گیا تھا۔ ناخن لمبے اور جسم گرد آلود تھا۔ شکل ایسی بگڑ گئی تھی کہ اہل بھی دیکھکر اس کو پہچان نہ سکے۔ عورت نے ڈر کر لاحول پڑھی۔ اور پوچھا "تو کون ہے، یہاں کس لئے آیا ہے؟"۔ اس نے جواب دیا۔" یہ گھر میرا ہے اور میرا نام تمیم انصاری ہے۔ میری یہ نشانیاں ہیں اور میری بیوی کا نام یہ ہے"۔ عورت نے کہا "مجھے شبہ ہوتا ہے جنّات بھی ایسی باتیں بتلا سکتے ہیں۔ تجھ میں انسان کی کچھ نشانیاں نہیں۔ تمیم انصاری کو غائب ہوئے سات سال چار مہینے ہو گئے۔ نہ معلوم جیتا ہے یا مر گیا۔ اس نے کہا "میں ہی

تمیم انصاری ہوں"۔

یہ رد و قدح سن کر، نوجوان بھی باہر نکلا۔ محلہ کے کچھ لوگ بھی وہاں جمع ہوگئے اور سب نے مل کر اس کو سمجھایا کہ "یہ آدھی رات کو کیا اودھم ہے۔ تجھے حضرت عمر کی سیاست معلوم نہیں، جو اس طرح کا دعویٰ کرتا ہے"۔ لیکن جب وہ نہ گیا تو سب نے مل کر یہ تصفیہ کیا کہ رات بھر کے لئے وہ وہاں رہے، صبح کو حضرت عمر کے پاس اس کا تصفیہ ہو۔

رات جوں توں گزری، صبح حضرت عمر کی خدمت میں پہنچے۔ اور رات کا ماجرا بیان کیا۔ حضرت علی بھی وہیں تشریف رکھتے تھے۔ آپ نے فرمایا "یہ درست ہے۔ نبیؐ نے اس کی بشارت دی تھی"۔

یہ سن کر حضرت عمر نے، تمیم انصاری کو تعظیم سے اپنے پاس بٹھایا۔ اور فرمایا۔ "تم پر جو قصہ گزرا ہے۔ اس کو ابتدا سے بیان کرو"۔

تمیم انصاری نے اپنا قصہ اس طرح شروع کیا کہ "اے جانشین نبیؐ کا بیٹا! ایک رات مجھے غسل کی حاجت ہوئی۔ میں نے اپنی عورت سے غسل کیلئے پانی گرم کرنے کو کہا۔ اس نے کہا "پانی کے لئے اتنی جلدی کیوں کر رہے ہو۔ ابھی گرم کرتی ہوں یہاں سے تم کو کوئی دیو اٹھا کر نہیں لے جائیگا"۔ ایسے میں سچ مچ ایک مہیب دیو آیا

اور مجھے اٹھا کر لے گیا۔ اتنی بلندی پر کہ زمین میری نظر میں اندھیری معلوم ہونے لگی۔ اور کرہ نار وہاں سے قریب نظر آ رہا تھا۔ یہاں سے اس نے مجھے زمین کے پانچویں طبق پر پھینک دیا۔ اس صدمہ سے میں بے ہوش ہو گیا۔ جب آنکھ کھلی تو میں نے اپنے آپ کو دیو، جن اور شیطانوں میں پایا۔ ان کی صورتیں طرح طرح کی تھیں۔ کسی کی اونٹ کی سی شکل تھی، کسی کے فیل کے سے دانت، ایک ریچھ نظر آتا تھا تو دوسرا بندر۔ غرض میں انکے درمیاں بیٹھا تھا کہ ایک غبار اٹھا۔ میں نے نظر اٹھا کر دیکھا، تو ہوا پر، پریوں کا ایک لشکر نظر آیا۔ پریوں کی صفیں ہوا پر اس طرح چل رہی تھیں کہ معلوم ہو رہا تھا دریا پر موجیں حرکت کر رہی ہیں۔ یہ سب مسلح تھیں۔ ایک پری، جو ان کی سردار تھی، میری طرف بڑھی، اور مجھے نام لے کر مخاطب کیا اور کہنے لگی "تم کچھ غم نہ کھاؤ۔ آرام سے رہو۔ جلد اپنے گھر اور لوگوں میں پہنچ جاؤ گے۔" اتنے میں ہنگامہ برپا ہوا۔ دیو اور پریوں میں لڑائی چھڑ گئی۔ دیو پریوں پر گرنے لگے اور پریاں دیوؤں کو مارنے لگیں۔ بڑا گھمسان کا رن پڑا جب جنگ کے بادل چھٹنے لگے تو نظر آیا کہ پریوں نے، دیوؤں کو مار بھگا دیا ہے۔

جنگ سے فراغت پا کر پھر پری، میری طرف متوجہ ہوئی۔ اور مجھے ایک ہوا کے گھوڑے پر سوار کر کے، پریوں کو حکم دیا کہ "انہیں سنبھال کر میرے گھر لے جاؤ۔"

وہ پریاں مجھے وہاں سے لے کر اڑیں اور چند روز کے بعد، سردار پری کے گھر پہنچایا، جو دوسرے طبق پر تھا۔ پری نے مجھے احترام سے آتارا اور پوچھا "اے نیک مرد کیا رسولِ خدا جہاں میں حیات ہیں؟" میں نے کہا " آپ رحمتِ حق ہو چکے" اس پر اس نے ایک آہ کھینچی اور رونے لگی۔ تن پر کا تمام زیور نوچ کر پھینک دیا۔ جب ذرا طبیعت سنبھلی تو مجھ سے کہنے لگی۔ "ایک بات پوچھتی ہوں۔ سچ بتاؤ۔ تم نے ان آنکھوں سے وہ پاک ذات دیکھی ہے؟" میں نے کہا "ہاں۔ اس ذاتِ والاصفات کو دیکھ چکا ہوں"۔ یہ سنتے ہی اس نے، میری آنکھوں کو بوسہ دیا۔ اور گھر کے اندر عزت سے لے گئی۔ اپنے فرزند کو بلایا اور میرے حوالے کر کے یہ شرط کی میں اس کو قرآن پڑھاؤں اور وہ مجھے اپنے گھر پہنچا دے گی۔"

جب میں نے قرآن ختم کرا دیا۔ تو اس نے جشنِ خسروی کا حکم دیا۔ بڑے ٹھاٹ کا جلسہ منایا گیا۔ ان دلچسپیوں کے باوجود، مجھے گھر کی لو لگی ہوئی تھی۔ ایک روز خواب میں، میں نے اپنے آپ کو مدینہ میں دیکھا، خواب سے جب جاگا تو میں زار زار رو رہا تھا میرے رونے کو دیکھ کر، پری نے مجھے اپنے ساتھ چلنے کو کہا۔ میں اس کے ساتھ ہو لیا ہم ایک نہایت تاریک مقام پر پہنچے، جہاں کئی فیل پیکر دیو زنجیروں میں جکڑے پڑے تھے۔ ان میں سے ایک کو اس نے منتخب کیا اور مجھے گھر پہنچانے

کی شرط پر اسے رہائی دینے کا وعدہ کیا۔ جب وہ تیار ہو گیا تو اس نے مجھے ایک دعا سکھائی اور رخصت کیا۔

جس دیو پر میں سوار ہو کر جا رہا تھا، وہ نہایت بدطینت تھا، جاتے ہوئے وہ آسمان کے قریب فرشتوں کا بھید لینے ٹھہرا، فرشتوں نے آگ کا ایک گرز اس کی طرف پھینکا جس سے وہ جل کر مر گیا اور میں زمین پر گرا اور بے ہوش ہو گیا، لیکن پری کی دعا کی برکت سے صحیح و سالم رہا۔

—— ( ۲ ) ——

جب مجھے ہوش آیا تو اپنے آپ کو ایک ایسے بیابان میں پایا جہاں کسی جاندار کا نام و نشان نہیں تھا۔ میں بے حد پریشان تھا کہ اتنے میں ایک خوبصورت مرغ ہوا پر نظر آیا۔ اس نے آکر مجھے سلام کیا اور کہا "تو کچھ غم نہ کھا آخر کار تو گھر کو پہنچے گا۔" مجھے اس کی گفتگو سن کر حیرت ہوئی میں نے اس سے پوچھا کہ تو ہماری طرح بات چیت کس طرح کر سکتا ہے؟" اس نے کہا کہ "مجھے اسحاق علیہ سلام کی دعا ہے۔ اس دشت کے بھولے بھٹکے اور بھوکے پیاسے مسافروں کو کھلا پلا کر گھر کا راستہ بتلاتا ہوں۔" یہ کہکر وہ مجھے لیکر اڑا اور ایک پہاڑ پر لاکر اتارا۔ یہاں ایک باغ تھا اس پرندنے مجھے اس کا ایک پھل توڑ کر کھلایا۔ اور کہا کہ "اب تجھے چالیس دن تک بھوک نہیں لگے گی۔

قبلے کی سمت روانہ ہو جا۔" یہ کہہ کر مرغ اڑ گیا۔ اور میں کچھ دیر تماشے کے لئے ٹھہر گیا۔ رات آ گئی تھی۔ درختوں کو دیکھا تو ان کے پتّے چراغوں کی طرح روشن ہو گئے تھے، پروردگار کی اس صنعت کو دیکھ ہی رہا تھا کہ ایک طرف سے آدمی کی سی آواز کان میں آئی۔ لیکن آدمی زاد کا وہاں پتہ نہیں تھا۔ یہ آواز پتوں سے نکل رہی تھی۔ صبح کو میں وہاں سے روانہ ہو گیا۔

( ۳ )

کئی دن کے بعد میرا گزر ایک بھیانک صحرا میں ہوا، جہاں سایہ دار درخت کا نام و نشان نہیں تھا۔ ہر طرف ببول ہی ببول تھے۔ اتنے میں غول بیابانی پر نظر پڑی۔ ان میں سے ایک حسین چنچل میری طرف آئی اور کہنے لگی۔ "افسوس تو کیوں اس دشت بے آب میں آیا۔ میرے ساتھ چل تو پانی پلاتی ہوں۔" میں اس کے ساتھ ہو لیا تھوڑی دور جا کر وہ ایک رکاسنی کے جون میں تبدیل ہو گئی۔ اس کے ڈر سے میں بھاگنے لگا اور وہ میرے پیچھے دوڑنے لگی۔ پیر کی دعا مجھے یاد آئی جس کے اثر سے وہ بلائیں غائب ہو گئیں۔

میں آگے بڑھا۔ لیکن پیاس سے ناتوان ہو گیا تھا۔ ایسے میں دور کوہستان میں ایک مرغزار نظر آیا۔ میں اس طرف چلا۔ یہ ایک دلکشا باغ تھا۔ جہاں پانی کے

چشمے بہ رہے تھے۔ میں نے کچھ پھل توڑ کر کھائے اور پانی پیا۔ جب سکت آئی تو پھر روانہ ہو گیا۔

تھوڑی دور گیا ہوں گا کہ سامنے ایک پہاڑ سا غلطاں دکھائی دیا۔ میرے حواس ٹھکانے نہ رہے۔ لیکن اس غلطاں پہاڑ نے آکر مجھے سلام کیا اور کہا۔ "تو مجھ پر تعجب نہ کھا۔ قرآن میں جس "دابۃ الارض" کا ذکر آیا ہے، وہ میں ہی ہوں۔ قیامت کے روز پروردگار مجھے اصلی صورت عطا کرکے، مومن اور کافر میں فرق کرنے کا حکم دے گا۔ میں انہیں علٰحدہ علٰحدہ کر دونگا۔ سارے شقی جہنم کو اور متقی جنّت کو جائینگے۔ مجھے حق تعالیٰ نے اسی لئے پیدا کیا ہے۔"

اس کی گفتگو سن کر میں نے اس سے گھر کا راستہ دریافت کیا۔ اس نے قبلے کی طرف جانے کو کہا۔ اور میں وہاں سے قبلے کی طرف روانہ ہوا۔

(۴)

کئی روز کے بعد ایک پہاڑ میری نظر پڑا۔ جس پر ایک مسجد بنی ہوئی تھی۔ میں خوشی خوشی پہاڑ پر گیا کہ کوئی مل جائیگا۔ وہاں ایک عابد کو عبادت میں مصروف پایا۔ اس کے پاس جاکر میں نے سلام کیا۔ جواب سلام ادا کرکے اس نے کہا "تو خشکی سے کس طرح یہاں آسکا۔ ادھر تو ہما کا بھی گزر نہیں ہو سکتا آدمی یہاں اس وقت نظر

آتے ہیں، جب دریا میں جہاز آتا ہے۔" میں نے پوچھا کہ آپ کو غذا کس طرح ملتی ہے"؟ جواب میں اس نے ایک غار کی طرف جانے کا اشارہ کیا۔ جب میں وہاں پہنچا تو ایک نفیس باغ نظر آیا۔ اس باغ سے میوے توڑ کر میں نے کھائے اور پانی پی کر، مرد عابد کے پاس واپس گیا۔ انہوں نے فرمایا کہ "تو یہاں قیام کر ہر دو برس کے بعد ایک جہاز یہاں آتا ہے۔ اب اس کے آنے کا وقت ہے میں اس جہاز میں تجھے روانہ کر دوں گا۔"

اُدھر آسمان پر نیا چاند نمودار ہوا اُدھر کشتی آتی دکھائی دی کشتی کے لوگ جب پیر مرد سے ملنے آئے تو اس نے میری سفارش کی کہ جاتے ہوئے مجھے بھی ساتھ لے جائیں۔ اور خشکی پر پہنچا دیں۔ وہ راضی ہو گئے اور میں ان کے ساتھ کشتی میں سوار ہو کر روانہ ہوا۔ ہم مشکل سے تھوڑی دور گئے ہونگے ایک پہاڑ نظر آیا۔ اس کو دیکھ کر کشتی والے سر پیٹنے لگے کہ اب کشتی اس سے ٹکرا کر ٹوٹ جائیگی۔ چنانچہ یہی ہوا۔ ایک طوفان اٹھا۔ اور کشتی اس پہاڑ سے ٹکرا کر ٹوٹ گئی۔ میرے ساتھی پراگندہ ہو گئے۔ لیکن حیات باقی تھی۔ میں ایک تختے پر بہتا چلا گیا۔ بادِ شمال نے اس تختے کو کنارے لا کر لگایا۔ سردی سے میرا حال خراب ہو گیا تھا۔ جب سورج کی گرمی سے حالت کچھ سدھری تو میں اٹھا اور آہستہ آہستہ منزل کی راہ لی۔

(۵)

ایک روز، رات کو دور پر مجھے اجالا دکھلائی دیا۔ میں نے خیال کیا کہ یہ دھنکروں کی جماعت ہوگی، جس نے سردی دور کرنے کیلئے آگ روشن کی ہے۔ نزدیک جانے پر معلوم ہوا کہ یہ روشنی ہیروں کی کان سے نکل رہی ہے۔ ہیروں کو دیکھ کر مجھ پر لالچ کا غلبہ ہوا۔ اور میں نے چند ہیرے اٹھائے، لیکن پھر خیال آیا کہ میں جو اس بے آب وگیاہ دشت میں پھنسا ہوا ہوں، ہیروں کو لے کر کیا کروں گا۔ جواہرات پھینک دئے۔ اتنے میں ایک بڑا اژدھا نکلا، جس کے منہ میں دوزخ کی طرح آگ روشن تھی۔ اس کی پھنکار کے اثر سے دُور دُور تک گھاس اور سوکھی ہر چیز جل جاتی تھی۔ مجھے دیکھ کر وہ میری طرف دوڑا۔ میدان ایسا چٹیل تھا کہ کہیں چھپنے کی جگہ بھی نہیں تھی۔ میں بید کی طرح لرزنے لگا۔ اسکی دہشت سے پاؤں چلنے سے عاجز ہوگئے تھے۔ پری سے جو دعا سیکھی تھی، وہ پڑھنے لگا۔ اس کے اثر سے اژدھا غائب ہوا۔ لیکن مارے ڈر کے میں چار دن اور چار رات پیاسا چلتا رہا۔ نہ کھانے کو کھانا ملتا تھا اور نہ پینے کو پانی۔ آخر رنج وغم میں ایک درخت کے نیچے بیٹھ گیا، اور خودکشی کی ٹھان لی۔

(۶)

خودکشی کے خیال سے میں ابھی اور پتھر ڈھونڈ رہا تھا کہ ایک خوب رو جوان

وہاں پیدا ہوا۔ اور میرے پاس آکر، میرا نام لے کر سلام کیا۔ اور کہا "اے نیک نام تو کچھ غم نہ کھا۔ مرنے کا قصد نہ کر، تو جلد سلامتی کے ساتھ گھر پہنچ جائیگا۔ تیرا گھر یہاں سے نزدیک ہے"۔ میں نے کہا۔ "اے جوان تجھ پر رحمت ہو۔ تیرے دلاسے نے مجھے حیات تازہ بخشی۔ ورنہ میرا حال برا ہو رہا تھا"۔ یہ سنکر اس نے کہا۔ "اب تو مت ڈر مجھ سا ساتھی تجھے ملا ہے۔ میری ایک شرط پوری کر، تجھے گھر پہنچا دونگا تجھے ایک ملک کا بادشاہ بنا دونگا"۔ میں نے جواب دیا۔ "جو تو کہے میں کرنے آمادہ ہوں"۔ اس نے مجھے کھانا کھلایا۔ پھر ایک رسی دی اور کہا "اس کو جتن سے رکھ۔ جب مجھے کوئی گزند پہنچے، اس رسی کو میرے جسم پر پھرا۔ مجھے ایک بڑا کام کرنا ہے۔ جب وہ کام ختم ہو جائیگا، تیرا کام میں کردونگا"۔ اس کے بعد وہ زمین پر لوٹ پوٹ کر ایک پرند میں تبدیل ہو گیا۔ اور مجھے لیکر اڑا۔

( ۷ )

دو روز بعد ہم دریا میں ایک جزیرے پر پہنچے۔ یہاں ایک محل تھا جس کے در کے قفل پر، دو کلمے لکھے ہوئے تھے۔ ایک محمد پر ایمان کا، دوسرے حضرت سلیمان کا۔ وہ نوجوان اپنی اصلی شکل پر آ گیا۔ اور قفل پر اپنی رسی پھرائی۔ قفل فوراً کھل گیا۔ اور وہ مجھے لے کر اندر داخل ہوا۔ اس محل کے اندر اور ۹ محل تھے۔ ہر محل کی نگہبانی ہزاروں دیو،

شیطان، سانپ اور بچھو کر رہے تھے۔ ہم کو دیکھتے ہی وہ ہماری طرف لپکے۔ ہم نے رسّی ان کی طرف پھینکی۔ جس سے وہ فوراً ہٹ گئے۔

—— ( ۸ ) ——

بلاؤں سے نجات پاکر ہم نے آٹھوں محلات کی سیر کی۔ جب نویں محل میں قدم رکھا تو معلوم ہوا کہ ہم گلستان ارم میں پہنچ گئے ہیں۔ یہاں ایک تخت تھا، جس پر ایک نیک مرد سویا ہوا تھا۔ اس کے ہاتھ میں ایک انگشتری تھی جو مشتری کی طرح چمک رہی تھی۔ اس تخت کے پاسبان اژدھے تھے۔ میں نے اس نوجوان سے پوچھا کہ آخر تو یہاں کس لئے آیا ہے؟ یہ تخت پر سویا ہوا کون ہے؟" اس نے کہا" یہ سوئے ہوئے، حضرت سلیمانؑ ہیں۔ اور یہ بلائیں ان کی نگہبان۔ ان ہاتھ میں جو انگوٹھی نظر آتی ہے، عجب کرامات رکھتی ہے۔ میں اس انگوٹھی کو نکال لیتا ہوں۔ پھر تمام دیو، شیطان جنّ اور پری میرے حکم میں ہوں گے"۔ میں نے کہا۔" اے جوان یہ انگشتری تجھے کیونکر ملے گی۔ کہاں سلیمانؑ اور کہاں تو۔ ہر شخص سلیمان نہیں ہو سکتا"۔ یہ سنکر اس نے مجھے شرط یاد دلائی۔ اس کے خوف سے میں خاموش ہو گیا لیکن دل میں طول رہا۔

جب وہ جوان شوم بخت، سلیمان کے تخت پر سوار ہونے گیا۔ اس پر ایک اژدھا آ گرا۔ اور وہ بیہوش ہو گیا۔ میں نے اس پر رسّی پھرائی جب وہ ہوشیار ہوا، تو دوسری

مرتبہ پھر تخت کی طرف بڑھا۔ رسّی کے اثر سے اژدھا ہٹ گئے۔ وہ تخت پر چڑھ کر خوشی سے بول اٹھا "آج میرے بڑے نصیبے ہیں۔ جو سلیمانؑ کا تخت ملا۔ کئی سو برس کی مراد پائی ہے۔ اب کیوں خوش نہوں"۔ لیکن جب وہ انگوٹھی لگانے لگا تو ایک ہولناک آواز پیدا ہوئی۔ جس کے اثر سے وہ بیہوش ہوکر اوندھے منہ تخت سے گر پڑا۔ اور تکلیف سے جان دیدی۔ پھر ایک آواز آئی کہ "ہاں! اے تمیم انصاری۔ اس جگہ سے نکل جا۔ محمدؐ کے طفیل خدا نے تیری جان بچادی۔ یہ دیو سرکش سلیمانؑ کے زمانے سے شرارت پر آمادہ تھا"۔ میں نے پوچھا "مجھے بتا کہ تو کون ہے"۔ ندا آئی، "میرا نام جبرئیل ہے"۔ میں نے پھر پوچھا۔ "یاحضرت جبرئیل، اب میں کدھر جاؤں"۔ جبرئیل نے کہا کہ "اس تخت کے نیچے ایک اور انگوٹھی ہے، وہ لے اور رسّی کو بھی جتن سے رکھ۔ تجھے فائدہ ہوگا۔ اور جس راستے سے آیا ہے اسی راستے سے چلا جا"۔



(۹)

محل سے باہر نکل کر میں نے اپنا راستہ لیا۔ کئی روز کے بعد میرا گزر ایک سرسبز و شاداب جنگل میں ہوا۔ یہاں ایک محل دکھائی دیا۔ جس کے بلند چھجے پر ایک حسین لڑکی بیٹھی ہوئی تھی۔ مجھے دیکھ کر وہ نیچے اتری اور میرا نام لیکر پکارنے لگی "اے تمیم انصاری۔

ادھر آؤ۔ تم سے ایک بات پوچھنی ہے۔ وہ دیو جو تم کو ہمراہ لیکر سلیمان کے تخت کی ہوس میں گیا تھا اس کا کیا حال ہوا" میں نے اسے سارا ماجرا کہہ سنایا۔ وہ کہنے لگی۔ "سلیمان رسول برحق تھے۔ میں نے اس شوخ کو کئی بار منع کیا لیکن وہ میری بات نہ سنکر گیا اور جان پر کھیلا کی۔ جو بزرگوں کی وضع چھوڑے، اسکی یہی سزا ہے"۔ میں نے اس پر آفریں کہی۔ اور پوچھا "اے نیک بخت، تجھے میرا نام کس طرح معلوم ہوا؟" اس نے لطافت سے جواب دیا۔ "میں نے توریت میں پڑھا ہے کہ ادھر انسان کا گزر کبھی نہ ہوگا، مگر محمد نبی کا ایک صحابی، تمیم انصاری نامی ادھر آئیگا اسی سے تجھکو پہچان سکی"۔ اسکے بعد اس نے آنحضرتؐ کی بہت کچھ تعریف کی اور کہا کہ "میں اس دین میں آنا چاہتی ہوں۔ مجھے کلمہ شہادت سکھا کر اُس دین کا راستہ بتلاؤ"۔ میں نے اس کی خواہش سچی دیکھی اور کلمہ پڑھایا۔ ایمان کے نور سے اس کا دل باغ باغ ہو گیا۔ پھر میں نے اس کا حال دریافت کیا۔ اس نے بتلایا کہ "میں ایک بادشاہ کی بیٹی ہوں۔ میری ماں حُسن میں بے مثال تھی جب میں پیٹ میں تھی، یہ دیو لعین اس پر عاشق ہوا۔ اور اُسے اڑا کر یہاں لے آیا۔ میں یہیں پیدا ہوئی۔ عرصہ ہوا میری ماں نے وفات پائی اس وقت سے اس نے مجھے حفاظت سے، بیٹی کی طرح پالا"۔

یہ قصہ کہہ چکنے کے بعد وہ مجھے محل کے اوپر لیگئی۔ اور مہمان نوازی کا حق ادا کیا۔

اس کے جام محبت میں سرشار، میں وہاں کئی دن آرام سے رہا۔ آخر میں نے کہا۔ "اے دختر! میرے حال کی خبر لے۔ گھر چھوڑے ہوئے مجھے کئی سال ہوگئے۔ جتنا راستہ چلتا ہوں، گھر سے دور ہوتا جاتا ہوں"۔ یہ سنکر وہ رونے لگی۔ پھر دلاسا دے کر کہا۔ "تیرا گھر یہاں سے دو سو برس کے راستہ پر ہے۔ تاہم میرے حکم میں ایسے دیو ہیں جو تجھے ایک پل میں مدینہ پہنچا سکتے ہیں"۔ ایک دیو کو بلا کر اس نے حکم دیا کہ انہیں حفاظت سے لیجا اور مدینہ پہنچا۔ میں اس دیو پر سوار ہو کر چلا۔ اس بدخصال نے میری انگوٹھی اینٹھنے کیلئے میری ہلاکت کا قصد کیا۔ لیکن پری کی سکھائی ہوئی دعا میرے کام آئی۔ اور وہ مجھے کچھ ضرر نہ پہنچا سکا۔

بدنیتی اسکی سرشت میں داخل تھی۔ وہ مجھے دریا کی طرف لیگیا۔ اور اسی پہاڑ پر اتارا جہاں ہماری کشتی ٹوٹی تھی۔ جب میں نے چلنے پر اصرار کیا تو اس نے کہا کہ "وہ انگوٹھی جو تیرے ہاتھ میں ہے مجھے دے۔ یہاں ایک بڑا دیو ہے۔ اس سے گزر کر جانا ہے۔ اگر ہم کو دیکھ پائے گا تو دونوں کو ہلاک کر دے گا۔ کوئی دوسری راہ بھی نہیں ہے۔ اس انگوٹھی کو ہاتھ میں پہنکر میں ادھر سے بے ضرر نکل جاؤنگا"۔ میں نے وہ انگشتری اس کے حوالے کر دی۔ وہ انگوٹھی کو ہتیا کر چلتا بنا۔ اور مجھے چھوڑ گیا۔ اپنی ناسمجھی پر مجھے سخت افسوس ہونے لگا۔ چار و ناچار اٹھا اور پہاڑ

کی چوٹی تک گیا۔ یہاں ایک اور دیو سے پالا پڑا۔ اس نے مجھے پہاڑ کی چوٹی سے پھینک دیا۔ میں دور جاگرا اور بے ہوش ہوگیا۔ پری کی دعا نے ایک بار اور میری جان بچائی۔

(۱۰)

چلتے چلتے راستہ میں مجھے ایک سایہ دار درخت ملا۔ آرام لینے کے خیال سے میں اس کے نیچے گیا۔ کیا دیکھتا ہوں کہ ایک دیو کو زنجیروں سے کس کر درخت سے باندھ دیا گیا ہے۔ مجھے دیکھتے ہی وہ پکارا۔ "ہاں اے نسیم انصاری جو آئے اب سمجھو کہ تمھارا شہر قریب ہی ہے۔ صرف میرے چند سوالوں کے جواب دو"۔ اس کی نیت سے میں بے خبر تھا۔ اس نے جو پوچھا اس کا جواب دیدیا۔

اس نے پوچھا "کیا دنیا میں خدا کے نبی زندہ ہیں"؟ میں نے کہا "نہیں"۔ پھر سوال کیا "کیا جھوٹی گواہی، قمار، زنا اور عورت گھوڑے پر سوار ہوتی ہے یا نہیں"؟ میں نے جواب دیا۔ "ہاں، یہ سب چیزیں دنیا میں ہوتی ہیں"۔ یہ سنتے ہی وہ صورت حرام زنجیروں کو توڑ کر میری طرف لپکا۔ اور پکڑ کر کہنے لگا "بتلا کہ اب تجھے کدھر پھینکوں"؟ دل ہی دل میں، میں نے خدا کو یاد کیا۔ خدا کے حکم سے وہاں ایک فرشتہ نمودار ہوا۔ اس کو دیکھتے ہی دیو تھر تھر کانپنے لگا۔ فرشتے نے ڈانٹا۔

"اپنے معین وقت سے پہلے تو نیچے کیوں اتر آیا، اے لعین!" پھر اسکو درخت سے کس کر باندھ دیا اور میری طرف متوجہ ہو کر کہا "اے تمیم انصاری۔ تم نے اس کے سوالوں کا جواب کیوں دیا۔ یہ مردود، دجّال ہے، جو آخر زمانے میں نکلے گا"۔ میں نے اس فرشتہ کا شکریہ ادا کیا۔ اور گھر کا راستہ دریافت کر کے روانہ ہوا۔

(۱۱)

راستے میں مجھے ایک محل ملا۔ اس کے در پر ایک بڑا قفل لگا ہوا تھا۔ اور قفل پر لکھا ہوا تھا۔ "عرش سے فرش تک ایک سبحان ہے"۔ جوں ہی کہ میں نے یہ عبارت پڑھی، قفل کھل گیا۔ میں اندر داخل ہوا۔ وہاں ایک کندوری اور کئی کوزے پانی کے رکھے ہوئے تھے۔ میں نے کھانے سے فراغت پائی۔ اور سیر کرتا ہوا چلا۔ ایک حجرہ دکھائی دیا جو نہایت خوش رنگ تھا۔ اس کا پردہ اٹھا کر اندر گیا۔ یہاں کئی زخمی تن ایسے پڑے ہوئے تھے جن کے کپڑے خون سے رنگین تھے۔ ایک دروازہ دکھائی دیا۔ جہاں چار سوار کھڑے تھے۔ میں نے ان سے ان زخمیوں کا حال پوچھا انہوں نے بتلایا کہ "یہ پیغمبر خدا کے صحابی ہیں جو راہِ حق میں شہید ہوئے ہیں۔ ہم چاروں فرشتہ ہیں، جو نوحؑ کے زمانے سے یہاں نگہبانی کے کام پر مقرر ہیں"۔ میں نے ان سے گھر کی راہ دریافت کی اور روانہ ہوا۔

کئی روز بعد راستے میں ایک باغ نظر آیا۔ نہایت شاداب اور خوش وضع۔ میں اس کے اندر گیا۔ اور ادھر اُدھر پھر کر سیر کرنے لگا۔ ایک گوشہ میں ایک بڈھے میاں مصروف عبادت تھے۔ ان کے سامنے جاکر سلام کیا۔ جواب سلام کے بعد وہ کہنے لگے۔ "کیا تو وہی ہے جو گم ہوگیا اور سارا مدینہ تجھے ڈھونڈ رہا ہے"؟ میں نے عرض کیا "ہاں میں وہی ہوں۔ اجازت ہو تو سارا ماجرا سناؤں"۔ ہنس کے کہنے لگے۔ "آگے جا اور دیکھ ایک اور پیر مرد ملینگے۔ ان سے اپنا حال بیان کر۔ انہیں سے تیری مشکل آسان ہوگی"۔

(۱۲)

میں بڈھے میاں سے رخصت ہوکر چلا تو راستہ میں ایک اور باغ ملا۔ جو رشکِ فردوس تھا۔ میں اس کے اندر گیا اور خدا کی قدرت کا تماشہ دیکھنے لگا۔ ناگاہ ایک پیر مرد دکھائی دئے۔ جو حصیر بچھا کر بیٹھے ہوئے تھے۔ ان کا لباس سر سے پاؤں تک سبز تھا۔ چہرہ سے محبت ٹپکتی تھی۔ اور وہ آفتاب کی طرح دمک رہا تھا۔ میں نے ان کو سلام کیا۔ اور اپنا سارا حال کہہ سنایا۔ ان بزرگ نے جواب دیا "یہاں سے تیرا گھر نزدیک ہے۔ کچھ غم نہ کھا۔ پہلے جاکر اس باغ کی سیر کرلے میوے کھاکر سیر ہوجا۔ پھر یہاں واپس آنا۔ خدا تجھے گھر پہنچا دے گا"۔

میں باغ میں گیا۔ پھل توڑ کر خوب سیر ہوکر کھایا۔ ایک صاف شفاف چشمے سے

پانی پیا۔ ایسے میں یکایک، ایک، ایک پیرزن نظر پڑی جسکی پیٹھ خم اور آنکھیں
بستر اور بدشکل تھیں۔ کالے رنگ کے جسم پر ریشم کا بھاری لباس پہنے ہوئے تھی۔
یہ لباس کئی ہزار رنگ کا تھا۔ ہاتھ میں موتی کی تسبیح لئے، خدا کی ثنا کر رہی تھی۔
میں نے اس کے سامنے جا کر سلام کیا اس نے غرور سے میری طرف دیکھا اور کچھ جواب نہ دیا۔
مجھے غصہ آیا۔ میں نے کہا "اے پیرزن۔ تجھ سے بوڑھے لوگوں نے میرے سلام کا
جواب دیا ہے۔ تجھ میں ایسی کیا بڑائی ہے کہ میرے سلام کا جواب نہیں دیتی" میرے
اصرار پر بھی اس نے کچھ نہ کہا۔ لیکن ایک آواز میرے کان میں آئی جو کہہ رہی تھی۔
"ہاں! اے تمیم انصاری، شوخی کرتا ہے، اور ہلاک ہوا چاہتا ہے۔ اتنی تندہی سے
ایسی بات کہنے کی تجھے کیا مجال ہے؟ اب اپنے کو سنبھال کر یہاں سے جلد نکل جا"۔
اس آواز سے میرے دل میں ہراس پیدا ہوا۔ میں سیدھا ان بزرگ کے پاس پہنچا۔
اور ان سے چار سوال کئے پہلے یہ کہ "تم کون ہو" دوسرے "وہ پیرزن کون ہے"
تیسرے "وہ ہولناک آواز کس کی تھی"۔ چوتھے "وہ پیر مرد کون تھے جنھوں نے
مجھے تمہارے پاس بھیجا"۔ اس کے جواب انھوں نے یوں دئے۔ "میں خضرؑ آب حیات
کا نگہبان ہوں۔ وہ پیرزن جو بیٹھی ہوئی ہے۔ دنیا کی صورت ہے۔ اور ہمیشہ بنی
ٹھنی رہتی ہے۔ یہ کئی ہزار داماد کی عروس ہے۔ وہ جو آواز آئی، یاجوج ماجوج

کی تھی جو اس پیرزن کے یارِ غار ہیں ۔ وہ بزرگ جو پہلے ملے تھے ' الیاس پیغمبر تھے "
پھر میں نے ان سے گھر کی راہ پوچھی ۔ کہا ۔ " تیرا گھر یہاں سے سو سال کی راہ پر ہے " ۔
یہ سنکر میں زار زار رونے لگا ۔ خضر نے دلاسا دیا کہ ۔ " رونا کیوں ہے جس نے تجھے
یہاں تک پہنچایا ' ترے گھر کو بھی پہنچائیگا ۔ خدا کا شکر بجالا ۔ کچھ دن یہاں رہ تیری
امید بر آئیگی " ۔

میں کئی روز تک خضر کے پاس رہا ۔ ایک روز خضر کے پاس ایک ابر آیا ۔
اور سلام کیا ۔ خضر نے پوچھا ۔ " تجھے کہاں برسنے کا حکم ہے " ۔ جواب دیا " یمن پر " ۔
اس کو جانے کی اجازت دیدی ۔ پھر ایک روز ایک دوسرا ابر آیا ۔ پوچھا " کہاں
برسنا ہے " ؟ بولا " روم پر " اس کو بھی اجازت دیدی گئی ۔ کئی روز بعد ایک اور ابر آیا ۔
اور سلام کر کے کہا ۔ " مجھے مدینہ پر برسنے کا حکم ہے " ۔ خضر نے فرمایا ۔ اس مرد کو تو مدینہ
پہنچادے ۔ یہ وہیں کا رہنے والا ہے ۔ تمیم انصاری اس کا نام ہے ۔ گھر سے بچھڑ کر
کئی سال سے پریشان ہے " ۔ یہ کہہ کے مجھے دعا دی اور ابر پر بٹھا کر رخصت کیا ۔

اس طرح ' یا علی ! میں مدینہ پہنچا ہوں ۔ خضر کا مجھ پر احسان ہے ۔ خدا کا شکر
کس طرح ادا کر سکوں کہ ہزاروں بلاؤں سے بچا کر مجھے وطن پہنچایا ۔ یہ ہے میرا قصہ ۔
اے حیدرِ کرار " ۔

سب اصحاب یہ قصہ سنکر حیرت میں پڑ گئے ۔ حضرت علی نے فرمایا"یہ قصہ صحیح ہے۔
نبی نے مجھے اس کی خبر دی تھی"۔

پھر نیم انصاری کو غسل کرایا۔ تمام اصحاب ان کو پہچان کر عزت سے ملے۔
حضرت علی نے تیم انصاری کی خاتون کو انکے حوالے کر دیا۔

ظاہر ہے کہ یہ قصہ، قدیم طرز کے فوق فطری اور جناتی قصوں سے کچھ زیادہ مختلف نہیں ہے ۔ تاہم مصنف نے اس کی تکمیل میں، پوری توجہ سے کام لیا ہے ۔ اور اسکو حتی الامکان دلچسپ بنانے کی کوشش کی ہے ۔ مذہبی موضوع اور مقدس کرداروں کی وجہ سے، قصے کی اہمیت زیادہ ہوگئی ہے ۔ یہ مسلسل اور واحد قصہ بھی نہیں ہے ۔ بلکہ "الف لیلہ" کے مشہور قصے "سندھ باد" کی طرز کا قصہ در قصہ ہے ۔ جس کے مختلف اجزا، نیم انصاری کی مرکزی شخصیت سے مربوط ہیں ۔ اسکے بیان کا انداز پیچ پیچ سے خالی ہے ۔"سندھ باد" کی مہمات کی طرح، یہاں بھی تخیل سے کام لینے کی کوشش کیگئی ہے ۔ تاہم مصنف کا تخیل، مذہبی روایات کے دائرے سے، پرے کم جاتا ہے اسی لئے کہیں وہ دجال کو پیش کرتا ہے اور کہیں"دابتہ الارض" کو ۔ اور یہی اس کے تخیل کی انتہا ہے ۔ اسکے مقابلے میں" سندھ آباد کے مہمات کو پیدا کرنے والا

تخییل زیادہ بلند اور زیادہ حیرت خیز ہے۔ اسی لئے "سندھ باد" کا قصہ اس سطح کے تمام قصوں کا بلند ترین معیار بن گیا ہے۔

"سندھ باد" کا نتیجہ، خالص خلاقی ہے۔ اور اس کا پورا مذہبی۔ چنانچہ صنعتی نے اس قصہ کے پیرایہ میں، بہت سے اسلامی احکام، عقائد اور روایات کو بھی ذہن نشین کرنیکی کوشش کی ہے لیکن یہ شاعر کا کمال ہے کہ قصے کو کہیں بے مزہ نہیں ہونے دیتا۔ وہ ہر جگہ قصہ باقی رہتا ہے۔

فنی اعتبار سے، قصے کے دو پہلو خاص اہمیت رکھتے ہیں۔ ایک اس کے مرقعے ہیں، جو بعض اوقات خاصے طویل، بسیط اور نہایت دلچسپ اور ادبی ہیں۔ مثال کے طور پر صفحہ ۸۹ تا صفحہ ۱۰۰ اور صفحہ ۱۰۱ تا صفحہ ۱۰۵ کے مناظر یا صفحہ ۴۰ تا صفحہ ۴۳ کا لڑائی کا سماں اور صفحہ ۸۶ پر جہاز کی تصویر۔ نہایت پرلطف اور اہم حصے ہیں۔ آخری دو پاروں کو ڈاکٹر سید محی الدین قادری زور نے "اردو شہ پارے" (جلد اول) میں انکی خوبی کی وجہ سے شامل کیا ہے اردو شہ پارے۔ (صفحہ ۲۱۴ و صفحہ ۲۱۵)

دوسری چیز یہ ہے کہ صنعتی میں ڈرامائی احساس کی بھی کمی نہیں تھی۔ وہ قصے کو ڈرامائی انداز سے شروع کرتا ہے اور اسی انداز سے اس کو نشو و نما بھی دیتا ہے۔ مثلاً وہ پہلے ہی سے یہ نہیں بتلاتا، بلکہ آخر تک بھی کہیں اپنی طرف سے یہ واضح کرنے

کرنے کی کوشش نہیں کرتا کہ حضرت عمر کے دربار میں آنے والی عورت کون تھی ۔ یہ راز خود واقعات بتلاتے ہیں ۔ اسی طرح عقد کی رات، ایک عجیب و غریب ہیئت کے انسان کا، گھر میں گھس آنا ۔ ایک ڈرامائی واقعہ ہے ۔ بعد کے واقعات یہ ظاہر کرتے ہیں کہ یہی تمیم انصاری تھے ۔ اس طرح کے اور بھی ڈرامائی مواقع ہیں جن سے قصے کی دلچسپی میں اضافہ ہو گیا ہے ۔

اس قصے کا ماخذ، جیسا کہ مصنف نے بتلایا ہے، کوئی خاص فارسی قصہ نہیں بلکہ معلوم ہوتا ہے کہ اس حلقے کے تمام قصوں سے، مصنف نے اپنے خیال کی حد تک، صحیح اور مستند معلومات حاصل کرنے کی کوشش کی ہے ۔ اسمیں کوئی شبہ نہیں کہ تمیم انصاری کی مہمات کے قصے، بہت مقبول تھے ۔ مرتب اوراق ہذا کے پاس بھی قصہ غلام رسول المتخلص بہ غلامی، باشندۂ کھمبایت کا نظم کیا ہوا بھی موجود ہے ۔ جو "تمیم انصاری" کے عنوان سے رؤف پرنٹنگ پریس، جوہری بازار بمبئی میں طبع ہوا ہے اور جسکو حسین مرزا بک سیلر ۔ فاکلینڈ روڈ، بمبئی نے شائع کیا ہے ۔

غلامی، کوئی بڑا شاعر نہیں تھا ۔ دونوں قصوں کا عام خاکہ ایک ہی ہے لیکن جزئیات میں، دونوں بالکل مختلف ہیں ۔

اس مثنوی کی اہمیت، قدیم کارناموں میں یہ ہے کہ یہ، طویل ادبی نظموں کے اولین

نقوش میں سے ہے۔ اس سے پہلے بیجاپور کی صرف ایک مثنوی "چندر بدن اور ماہ یار" (۱۰۴۸ھ سے قبل) ایسی لکھی گئی، جو اہم ہے۔ اور گولکنڈے کی سرپرستی میں جو مثنویاں لکھی گئیں، ان میں سے اس سے قبل کی صرف دو مثنویاں "قطب مشتری" (۱۰۱۸ھ) اور "سیف الملوک و بدیع الجمال" (۱۰۳۵ھ) قابل ذکر ہیں۔

صنعتی کے زمانے میں 'بیجاپور' اردو شاعری اور انشا پردازی کے چرچوں سے گونج رہا تھا۔ ابراہیم عادل شاہ ثانی (۹۸۸ھ ۔ ۱۰۲۷ھ) نے اردو شاعری کی سرپرستی اور قدردانی کی جو مثال قائم کی تھی، وہ اس کے جانشین محمد اور علی عادل شاہ ثانی (۱۰۶۷ھ ۔ ۱۰۸۳ھ) کے عہد میں معراج کمال کو پہنچ چکی تھی۔ انھیں سرپرستیوں کے باعث، وہ حیرت انگیز نتائج پیدا ہوئے، جن سے علمی دنیا آج تک متاثر ہے۔ یہ اسی کا نتیجہ تھا کہ بیجاپور، اس وقت اردو کے اچھے اچھے اور نہایت خوش گفتار شاعروں کا مرکز بن گیا تھا۔ عرب، ایران اور ہندوستان سے لوگ بیجاپور آتے اور اردو زبان سیکھ کر، اس میں شعر و سخن کی داد دیتے اور شہرت حاصل کرتے تھے۔

بیجاپور میں اس وقت جو شاعر مشہور تھے، ان میں "خاور نامہ" (۱۰۵۹ھ) کا مصنف رستمی، "یوسف زلیخا" اور "ہشت بہشت" کا مصنف ملک خوشنود

(سنہ ۱۰۳۸ھ - سنہ ۱۰۹۶ھ) خاص طور پر قابلِ ذکر ہے۔

گولکنڈہ کے معاصرین میں غواصی، مصنف "سیف الملوک و بدیع الجمال" اور "طوطی نامہ"۔ کی شہرت اس وقت بامِ عروج پر تھی وجہی، جو قدیم اردو شاعری اور خاص طور پر انشا کے اولین معماروں اور اب الآبا میں سے ہے، اور جسکے نغموں نے محمد قلی کے دربار کو مسحور کر رکھا تھا، اس وقت بھی زندہ تھا۔ گویا صنعتی کا مقابلہ ایسے زبردست اور بلند پایہ شاعروں سے تھا۔ یہی اس کے حقیقی مخاطب بھی تھے۔ بلند ذوق رکھنے والے شعرا کی موجودگی کا اثر کسی ادبی کارنامے پر نہایت ترقی پرور ثابت ہوتا ہے۔ صنعتی پر بھی یقیناً اس کا اثر تھا۔ چنانچہ اس کے کارنامے میں، سادگی، لطافت جذبات، اور توضیحات کے علاوہ وہ تمام خوبیاں کم و بیش پائی جاتی ہیں، جو اس عصر کی تصنیفات کی امتیازی خصوصیات ہیں۔

ان تمام خوبیوں کے باوجود، صنعتی اور اس کی مثنوی کو وہ شہرت حاصل نہ ہو سکی، جو دوسرے کارناموں کو حاصل ہے۔ اس کا سبب ہرگز یہ نہیں کہ "قصۂ بے نظیر" دوسرے کارناموں کے مقابلے میں قابلِ فراموش تھا۔ بلکہ اس کا اصلی سبب یہ ہے کہ یہ مثنوی، عرصہ تک نظروں سے اوجھل رہی۔ اس کا کوئی مخطوطہ یورپ کے کسی کتب خانہ میں موجود نہیں ہے۔ ہندوستان اور دکن

میں بھی اس کے مخطوطے عام طور پر دستیاب نہیں ہوتے۔ جہاں تک راقم الحروف کو علم ہو سکا ہے، اب تک اس کے صرف "دو قلمی نسخوں" کا پتہ چل سکا ہے۔ ان میں سے ایک نسخہ کتب خانہ جامعہ عثمانیہ حیدرآباد دکن کا مملوکہ ہے۔ دوسرے نسخے کے متعلق مولوی عبدالحق صاحب، معتمد انجمن ترقی اُردو، اورنگ آباد کے ایک خط سے معلوم ہوا کہ وہ انجمن کے کتب خانے میں ہے، لیکن یہ نسخہ ناقص ہے۔ کتب خانہ جامعہ عثمانیہ کا نسخہ مکمل اور صاف ستھرا ہے۔ یہ خط نسخ میں لکھا ہوا ہے۔ اور ۶ء۸×۲ء۶ انچ کی تقطیع کے (۹۲) اوراق پر ختم ہوا ہے۔ ہر صفحہ میں ۹ سطریں ہیں۔ کاغذ قدیم دیسی کھُرا ہے۔ عنوانات کی جگہ سادہ چھوڑ دی گئی ہے۔ اس میں کوئی تحریر یا ترقیمہ، متن کے علاوہ موجود نہیں ہے۔ اس لئے اس کی کتابت کے سنہ اور کاتب وغیرہ کا کچھ پتہ نہیں چل سکتا۔

ابتدا میں لوح کے اوپر اور اختتام پر "میر محمد مظہر علی" (۱۳۱۰ھ) کی مہریں لگی ہوئی ہیں۔ یہ نسخہ کتب خانے میں داخل ہونے سے پہلے، مولوی میر مظہر علی صاحب مولوی کامل، وکیل، ہائیکورٹ حیدرآباد دکن کا مملوکہ تھا جو، مولانا سید شاہ حافظ شجاع الدین (۱۱۹۱ھ-۱۲۶۵ھ) مصنف "کشف الخلاصہ ہندی" کے نواسے ہوتے ہیں۔ یہی نسخہ اس ترتیب کی بنیاد ہے۔ صنعتی کی مثنوی کا سب سے پہلا تذکرہ "کتب خانہ جامعہ عثمانیہ حیدرآباد دکن کی توضیحی اور تفصیلی "فہرست اُردو مخطوطات" مطبوعہ جامعہ عثمانیہ

(۱۹۲۹ء میں کیا گیا ہے۔ اسی زمانے میں مرتب اوراق ہذا نے، اس پر ایک مضمون رسالۂ "معارف" بابتہ ماہ اپریل ۱۹۳۰ء (م ۱۳۴۸ھ) میں شائع کیا تھا۔ ڈاکٹر سید محی الدین قادری زور، پروفیسر اُردو جامعۂ عثمانیہ کی تالیف "اردو شہ پارے" (جلد اوّل) میں، صنعتی کا ذکر محمد عادل شاہ کے زمانے کے شعراء میں کیا گیا ہے۔ اور اسکی مثنوی سے تین اقتباسات بھی درج کئے گئے ہیں۔

ان چند تذکروں کے علاوہ، صنعتی اور اس کی تصنیف سے متعلق، کوئی اور تحریر راقم الحروف کی نظر سے نہیں گزری۔

حمایت نگر، حیدرآباد دکن۔
شنبہ، ۲ محرم ۱۳۵۷ھ م مارچ ۱۹۳۸ء

عبدالقادر سروری

# بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ثنا بول اول توں سبحان کا | جو خلاق ہے جن و انسان کا
بشر کوں اپس قدرت پاک سوں | بنایا اگن جل پون خاک سوں
اپس ہات سوں راست کر اس شتاب | دھریا مہربانی سوں آدم خطاب
اپس عشق سوں اس کو پیدا کیا | سو اپنی محبت سوں شیدا کیا
رکھیا سر اوپر اس خلافت کا تاج | دلایا فرشتیاں سوں سجدہ خراج
دکھایا تکبر عزازیل نے | بنا خیر کا مغز کھایا اپنے
دھریا جب او باغی نے سجدے ہی عار | کیا داغِ فاخرج تے اس داغ دار
گگن کوں ستاریاں سوں گلشن کیا | دھرت کوں رسولاں سوں روشن کیا
زمیں پر شیاطین کوں خوار کر | رکھیا نسل آدم کوں گلزار کر
چھپیا انبیا لک پو چوبیس فراد | حسوداں کوں ان کے کیا خوار زار

کیا نوح کی قوم جب لے غرق | دیا اس بشارت کوں قاروں زرق ؟
توں ادریس کی کر دعا مستجاب | بسجر حشر جنت دیا اس شتاب
منگیا دوست دشمن توں تجہ سوں مدد | کیا پشہ لنگ کوں نامرد
توں پیدا کیا سو موسیٰ کو یوں | کیا غرق پانی میں فرعون جوں
توں موسیٰ کوں فرعو کے ہات سوں | دکھایا اس آتش کوں پھل پانسوں
دکھایا او آتش ہرے جھاڑ کر | رکھیا خشک لکڑی میں لک لک ثمر
دیا اس کوں تشنی توں ہارون کوں | زمیں میں اتاریا سو قارون کوں
توں داؤد کے ہات میں سربسر | لوہے کوں کیا موم تے نرم تر
ہوا جب مرض سخت ایوب کوں | شفا دے کیا پل میں اس خوب توں
براہیم کوں بخشیا کرم کر تمام | اسمٰعیل اسحاق سے نیک نام
بنا جب یو کعبہ ہوا مستقیم | اسمٰعیل کوں توں یہ ذبح عظیم
ملا کر توں بچھڑے سوں محبوب کوں | دیا روشنی چشم یعقوب کوں
دکھا یوسف حسن کا یک جلا | زلیخا کے دل کوں کیا مبتلا
پون کوں سلیمان کا راز کر | رواں تخت رکھیا پون کے اُپر
گئی لوط کی امت جب حد تھے بھار | کیا عدل سوں سب زمیں میں اوتار

کہ یونس کوں مچھلی تے بخشا نجات — کیا لطف و احسان صالح سنگات
توں کر خضر و الیاس کوں یک مدد — دیا ان کوں بخشش حیاتِ ابد
توں ایسا محمدؐ کوں بخشا شرف — کہ جا سب نبیاں کا شرف یک طرف
کہ عیسیٰ کوں آدم نمن بیں پدر — نبیا تیچ بخشا سخن کا ثمر
یو دھرتے تھے سب معجزے انبیا — توں حضرت کوں سب معجزہ او دیا
نبیا نے منگیا جب توں ترلوک کوں — نبیا یا توں وہ ذات الپس نور سوں
جو کوئی اس سوں باغی اہے ناپکا — کیا توں دو جگ میں سے خوار زار
توں یوں دوستاں کا مددگار ہے — بجز شرک سب کوں توں غفار ہے
اتھا توں جداں خلق پیدا نہ تھا — اچھیگا بھی آخر اول جوں تھا
ازل تیچ ابد میں نبیایا یو کل — تہوں تیچ سفایت میں حیرت بدل
دے عرش تا فرش سب مل گواہ — کہ توں ایک ہے نیں ہے دوسرا الہ
ترے کنہ لگ کیوں خرد جا سکے — کہ خالق کوں مخلوق کیوں پا سکے
ازل تے ابد لگ جتا کاروبار — قلم تے کیا لوح پر آشکار
دیا دل کے مخزن کوں گیلی زباں — قلم کوں زباں کا کیا ترجماں
تری حفظ رحمت تے اے ذو المنن — کیا ہے اگن میں سمندر وطن

رکھیا شمع میں روشنی ہور جلا　　پتنگ کا کیا جان دل مبتلا
توں روشن کیا چشمۂ آفتاب　　دیا کھان میں لعل کوں آب و تاب
نپایا ہے ابر گہر بار توں　　کیا آب سوں دُرِّ شہوار توں
توں پیدا کیا آب سا پاک شئے　　کہا کل شئی من الماءِ حی
رکھیا خاک میں روح و بیار تن　　سنوار یا جگت کا سکل پھول بن
کیا قطرۂ آب کوں آدمی　　رکھیا نیں سو ہیبت میں ایسا کبھی
دیا پارۂ گوشت کوں ہوش توں　　لبد ہور چشم و بنا گوش کوں
اُسے مایۂ ہوش مندی دیا　　رحم میں عجب نقش بندی کیا
سو ایسی جو ظلمات تے لیا کو بھار　　پھرانا ہے لیا روشنی میں سنوار
ہدیناہُ النجدین کا رکھ شرف　　دکھایا اسے راہ پیشاں طرف
لگا دل کے ایوان کوں فکر جام　　دکھاتا ہے عبرت سوں قدرت تمام
خمیر ایک سارے جگت کوں کیا　　ہر یک کوں نصیب اس کے لائق دیا
کیا محتشم کس کوں کس کوں حقیر　　ولے سب ہی تجہ دار کے ہیں فقیر
ازل تے اول رزق توں لک رکھیا　　نہ اس میں تے یک تل بھر اکوئی سکیا
ترے امر بن نا ہلے کوئی پات　　ترے حکم بن نا کرے کوئی بات

جسے جس وزرا کا کرم توں کیا — اسی میں اُسے رک کو لذت دیا
کیا ہے کسے جھنس میں سرفراز — دیا ہے کسے نعمتِ دل نواز
اپس حُسن میں دلبر امت ہیں — خوش آواز و بسیا سوں ہمدست ہیں
دیا ہے کسے زرفشانی سدا — کیا ہے کسے شاہ کس کوں گدا
تونگر اپس مال سوں شاد ہیں — گدا بے نیازی سوں آزاد ہیں
ازل تے رکھیا جیوں توں جو قلم — نہ حد ہے کسے بولنے بیش و کم
ترے کام میں نیں ہے شرکت کسے — ترے ملک میں نیں ہے ملکت کسے
پلک میں کیتی نقش بندی کرے — ہر یک نقش سارے عدم میں دھرے
ہوا نقش اگر کم تو کچھ غم نہیں — کہ نقاش کوں نقش کچھ کم نہیں
بجز نقش نقاش موجود ہے — ولے نقش اس باج نابود ہے
رنگارے جو سب رنگ بنا لیائے ہیں — ترے رنگ تے رنگ سب پائے ہیں
تجے بے رنگی کا جو ایک رنگ ہے — جو اس رنگ کوں اپس تے ننگ ہے
نہ تجھ سار کا رنگ کوئی رنگ سکے — جو رنگریز اس رنگ کوں نا پا سکے
سعادت سوں کس سرخ کیتا کلاہ — شقاوت سوں موں زرد یک کا سیاہ
منگالا کدہیں لال میں آ ملے — نہ رنگریز پر رنگ کا دعویٰ چلے

ہر یک رنگ میں ہے رنگ اس شاہ کا عجب رنگ ہے صبغۃ اللہ کا
نہیں کوئی کیں ایک ذرہ مگر جو اوراست شاہد ہے تجھ ذات پر
دو جگ نت کریں روز و تجھ شب ثنا تری ذات اس سب تے ہے بے نیاز
ترا علم و حکمت ہے گھٹنے تے پاک ترا فضل و رحمت ہے ٹٹنے تے پاک
یو خاکی ترا راز کیوں پا سکے کہاں ذرہ خورشید لگ جا سکے
ولے سب پہ توں سب گواہی دیا الانسان سری سو نامی کیا
ادک فضل و رحمت کر اس خاک پر دکھایا توں اس کاہ کوں کوہ کر
ادک آسماں جس امانت کا تاب نہ لیا سک کہ لرزاں ہوے سب شتاب
توں اس خاک ویراں کوں گلشن کیا سو ولیسے خزانے کا مخزن دیا
سمجھتا ہے ہر صاحب فکر سنج کہ یا نیچہ کوں ہے سزاوار گنج
توں اس خاک ناچیز کوں کر قبول اگرچہ کہا اس ظلوما جہول
بھی عاصی یو منت تجھ احسان کا ہر ایک کام کرنا اپس شان کا
ہمارے ممن سانت جنت سدا ترے رحم کے دار کے ہیں گدا
چھپا بھوت دھرنا تو ہمنا پہ پیا ترے پیار کے سب ہیں امیدوار
ترا رحم کر صنعتی پر مدام کر بخشے یو گر کر خرامکا تمام

قضا پر رضا کی اسے چال دے — تو راضی ہے جس میں سو احوال دے
کرم یا کسی کوں جو دینا ہے توں — سو استے پھر اکر نہ لینا ہے توں
ترا ناؤں ہے اکرم الاکرمیں — ترا وصف ہے ارحم الراحمیں
جو ایمان کا تاج لے پیار کر — دنیاں میں رکھیا ہے تو جس سیس پر
اسی تاج سوں روز محشر منے — کھڑے کر اسے تجھ پیمبر کنے

نبی کریم شفیع امیں — رسول خدا رحمت العالمیں
کہ جس سر پو لولاک کا تاج ہے — سو اس کوں عرش آپی محتاج ہے
ثنا جس کی بولیا ہے سبحان نے — سو طٰہٰ و یٰس قرآن مے
احد میں تجے ناؤں احمد دیا — بجز میم بھی فرق کچھ نیں کیا
ترا ناؤں اپس ناؤں تے ہم قریں — کیا ہور بھیجیا ہزار آفریں
نہ پایا جدا تجھ بدل یو دہرت — سنواں ریا ترے نور سوں سب جگت
تری بارگاہ کا زحل ہے سیاہ — تو ہفتم سماں کا ہوا بادشاہ
کرے مشتری دھر ہزاراں خوشی — ترے حرز کشاں پاس آسے کشی
کماں دار مریخ لے تیغ و تیر — تری بارگہ کا ہے جم بارگیر

کنیزنگی لے جاروب ہر صبح گاہ سورج نت سنوارے ترا بارگاہ

تری شرع کی دیک ہر انے چال دھری گال پر نیک بختی کا خال

عطارد ترے بارگاہ کا دبیر لکھے تجھ ثنا پر زرافشاں حریر

رین کوں ترے بارگاہ پر انیر لگاتا ہے آکاس دیوا چندر

چندر مشعلہ دار ہو وقت شام جمع کر ستارے کرے تجھ سلام

شرف ہے دو عالم کوں تجھ ذات تے بھی آخر خلاصی ہے تجھ بات تے

ترا ناؤں عزت ہے آدم کے تیں ترا اسم ہے ورد عالم کے تیں

ترا ناؤں ہے ذات بعدے صفات کہ جوں بیج اول ترال پھول پات

دیا توں شرف کاف کن کوں تمام ہوا تجھ تے اظہار کل کاف لام

ستیا دیو نے مار توں گرد کر رکھیا کفر و فی زرے کوں تو سرد کر

بجایا انوں کے الف تے دین تپے تب الف جو لکہ بے نیر میں

تجھ انگشت کی تیغ ہیں کر جبر ستیا قاف ہور میم ور رکا جبر

سو ست پدر کے رنور کیشت خا کیا کئی ہزاروں سوں لشکر ہلاک

تجھ اسلام کی فوج ہے بے شمار ہزاروں پوبھاری ہر یک یک سوار

بجھیں قاف تا قاف روشن الگ تری پنج نوبت قیامت تلک

دو عالم ہے یک تاب تجھ سور تے شرف سب ہے آدم کوں تجھ نور تے

تجلی تے تجہ پائے جب یک جھلک کیے سجدہ آدم کوں سارے ملک
ہویت کے خورشید تے لے کو نور سپیا نور کثرت پو سب جونکہ سور
رسالت منے عین توں شہ دسے و لیکن نہیں توں روشن نظر ہے کسے
ازل تے جو کوئی تھے جو کو نہ نگاہ نہ سمجھے تجے دیک اسے بادشاہ
جو کوئی تھے جو نوشا یہ تیر ہوش پچھانت کے جم جام سوں بادہ نوش
کہے دل سوں تجہ دیکھ اے شہریار سکندر رسالت کا آیا بہار
ہویت ہویدا ہے تجہ راج میں اپس کوں دکھایا ہے معراج میں
عیاں تجہ میں ہے جلوہ ذو الجلال ہے عالم کوں معراج تیرا کمال
سزاوار توں جلوہ ذات کوں شرف تجہ تے معراج کی رات کوں
ہوا جب توں اس رات براق سوار سرافیل تھا خاص و غاشیہ دار
زہے شہسوار و زہے خنگ پاک کہ جس سم تے البرج تھا چاک چاک
اتم ذات کا جلد ہور بے قرار بھر سات گھر نیں منے سات بار
پری زاد ہن آدمی گیان تھا گگن سا جسے تنگ میدان تھا
ستارے ہوئے یو گگن پر سکل سٹیا خوے کی بونداں و براق چل
سو براق ہور برق میں فرق یک الف کا زیادہ ہے اے مرد نیک

اسی تے ہے فاضل الف فرق بھی — کہ براق فاضل ہے نت برق تی
الف کوں نوں ایک حرف کر نہ دیک — الف یوں زیادہ سو ہے الف ایک
دیا حبیب یوں ویسے ترنگ کوں صفا — زمیں تے چڑیا پل میں ہفت آسماں
گئے اُم ہانی کے گھر تے نکل — ٹک ایک سیر دیکھیا توں قدرت سکل
گگن کیاں سر یا سات چھوڑ جب — گیا سدرۃ المنتہیٰ پاس جب
کہارہ گے واں پیک پیغمبراں — انگے جا توں آسرور سروراں
جو یو قرب بخشش ہے حق تے تجے — انگے یک قدم کی نہ طاقت مجے
اگر یک سر مُو بے انگے آوں گا — تو نور جلالت تے جل جاوں گا
چلے واں تے رف رف اوپر سوار ہو — سو مشتاق دیدار غفار ہو
گئے واں تے حبیب خاص بردطرق — لئے قاب قوسین کا تب شرف
سو دیدار اپنا دکھایا تجے — عجب ذوق لذت چکایا تجے
سو او ذوق کہنے میں آوے کہاں — او لذت بیاں میں سماوے کہاں
و ما زاغ کا کحل انکھیاں میں کر — نہ واں زاغ دیکھیا نہ وا باغ پر
کسی انبیا کوں نہیں تھی یو بات — جو بے پردہ وصل ہے حق سنگات
انو ہیں جو تجہ میں بیتا فرق ہے — کہ دیکھیا سنے کون جتا فرق ہے

کئے تھے جو موسیٰ نے ادنیٰ سوال / نہ دیکھے دکھایا تجے ذوالجلال
انوکوں دیا لن ترانی جواب / ایس شوق سوں تج دکھایا شتاب
توں اس پاک خلوت میں کر فکر تام / نہ کینا سلام اس جو اوتھا سلام
کہا التحیات للہ شتاب / سنیا السلام علیک کا جواب
دیا جب یو تشریف رب العباد / کیا آخر امت کوں بھی اس میں یاد
فاوحیٰ الیٰ عبدہ کا شرف / ہزاراں حق تے نازل ہوا تج طرف
توں حق سات مشغول ہوا راز سوں / سنیا راز بے حرف آواز سوں
جو امت کا آیا سخن درمیاں / اول فرض ہور واجباں کاں بیاں
جب امت کے آساں کئے کئی سبب / کتنک فرض بخشائے تو باادب
منگیا مغفرت سب بدل بعد ازاں / سنیا عفو کا بھی جواب بیگ واں
جو کچھ فیض اس بارگہ تے لیا / سو ہر یک کوں اسکے موافق دیا
ازل تے ہمن بخت ہیں نیک خواہ / جو تجھ سا ابد لگ ہے ہمنا پناہ
تری خوشنودی حق کوں مقصود ہے / توں امت کی بخشش یہ خوشنود ہے
کہا کافراں کوں دنیاں کے بھیتر / و ما کان خالق نے تجھ یاد کر
جو کئی تجھ پو ایمان یا لیائینگے / سو دوزخ میں کیوں کر کہ او جائینگے

ترے تابعاں میں خدا کر قبول
کہ بولیا خدا من یطیع الرسول

چلے صنعتی سو تری بات پر
دو جگ میں اسے توں سرافراز کر

ترے پاس آنے کی ہے آس اوس
رکھ اپنے کرم سوں اپس پاس اوس

کر اوس خاک کوں یک نظر سوں
بحق چار یاراں حسین و حسن

نہ دہرتا ہوں کچھ تحفہ از بہر خود
تری بارگہ میں بغیر از درود

اچھو حق تعالیٰ تے نازل سلام
بر اصحاب بر اہل بینش تمام

اتا ہفس توں اے صبح صادق لباس
کہ ہے صدق سوں باس کی دل کوں آس

اتا شب توں دامان مشکیں لپیٹ
اتا دن توں دامن میں گوہر سمیٹ

اتا باہر آیا سیرج تاب سوں
اتا اٹھ توں اے مرغ خوش خواب سوں

اتا توں بھی اے طبع خوش ترنم کر
اتا توں بھی اے دل گہر نظم کر

اتا اے خرد گنج در گنج ہو
اتا اے طبیعت گہر سنج ہو

اتا چشمہ خضر ہو توں دہن
اتا بول اے دایہ خوش سخن

اتا اے قلم کر توں گوہر نثار
اتا اے ورق ہو توں گوہر نگار

اتا چل توں اے ابر مشکیں شتاب
برس مینہ یو کافور کے مشک ناب

سیاہی تے تج آبِ حیواں نکال    کہ تج خضر کا مدح آیا اتال
عجب خضر خضر مسیحا نفس    سدا جس مریداں کا فریاد رس
چلے عرش تا فرش وُہ پاک نام    سو ہے خلوتِ خاص اس کا مقام
ولایت کی اقلیم کا تاج دار    کرامت کے میدا کا شہسوار
شریعت کے ایوا کا نور توں    حقیقت کے آکاس کا سور توں
ولیاں معرفت تج تے سب پائے    ترے ہات جھاڑ سب لائے ہیں
نبی کا چلایا ہے توں دین سب    محی الدین حق نے دیا تج لقب
ولیاں کو سبھی عاشقی شان ہے    ولیکن توں معشوق سبحان ہے
نبی کے چلن تے ہوے نیں جدا    کرے فقر سب فخر تج تے سدا
ترا یاد ہر دل کوں صیقل ہوا    کیلی دل کی تجہ ناوں ہیکل ہوا
اچھے کام اگر قفل سا سخت تر    ترا نام کیلی ہے اس قفل پر
ہریک دل جو غفلت تے پایا ممات    اسے ہے ترا نام آبِ حیات
نہ شیطان سکتا ہے کرنے گذر    ترے کنز بن مریداں اوپر
کہ شیطان کاں لو سکت پا سکے    جو تیرے مریداں لگو آ سکے
رکھیا کوئی اپس دل میں تج سوں نیاز    کیا توں دو جگ میں اسے سرفراز

گدایاں ہیں تجہ دار کے سب غنیاں ۔ کہ تجہ دار کی گرد ہے کیمیا
ہُوِیّت کے مشرق کا جن سور ہے ۔ توں کسوت میں اوس سو کا نور ہے
سکل عارفاں میں ترا پاک نام ۔ دسے راست جیوں مقتدیاں میں امام
پیا جام توں خاص اخلاص کا ۔ ہوا راز داں خلوتِ خاص کا
توں اتنے کیا علم سار احصول ۔ جسے علم کا باب بولے رسول
سیادت تے روشن ہے سر پر چھتر ۔ سہایا ولایت کے مسند اوپر
سو خاتوں کے گلشن کا ہے بار تو ۔ حسنؓ کے گھرانے میں سردار توں
حسن ہور حسین کی انکھیاں کا توں نور ۔ اچھو چشم زخم اس گھرانے تے دور
توں او شاہ عالم جہاں گیر ہے ۔ کہ تجہ باٹ کی خاک اکسیر ہے
کرے لطف ہور قہر کی تجہ نظر ۔ گہر کوں پتھر ہور پتھر کوں گہر
خدا کے نبی کا ترے پر ہے پیار ۔ ترے پیار میں ہوں میں امیدوار
کرم سوں مرے حال پر کر نگاہ ۔ کہ ہر دم ترا نام مجہ دست گاہ
اپس لطف سوں کر دعایاں قبول ۔ بہ حقِ امامینِ جفتِ بتول
اچھے گر مجے جان دل سو ہزار ۔ تو او سو ہزاراں ہے تجہ پر نثار
ترا مدح خواں ہوں سب احوال میں ۔ ترا وصف گو ہوں سب اقوال میں

ترا وصف اظہار تے بھار ہے  تری ذات خورشید اظہار ہے

سخن گنج ہے عالم الغیب کا  سخن موج زن ملک لاریب کا
سخن بادشاہِ جہاں گیر ہے  سخن مس کے عالم کوں اکسیر ہے
سخن کا عجب ہے گگن تے حساب  جو یک پل میں لیتا نہے کے آفتاب
سخن کا عجب کچھ قوی باز ہے  ازل تا ابد جس کوں پرواز ہے
عجب ہے سخن کا شجر سربلند  عجب ہے سخن کا سمند ارجمند
سخن کا عجب مرد ہے بالیقیں  سدا اردبدار اوس ہے لعیں
سخن کا ورق سوختے تے دور ہے  مراد اں کے نقشاں سوں معمور ہے
سخن گر نہوتا نوا ے نیک ذات  نہوتا کدہی شش جہت شش جہات
جیلاوے سدا خوش سخن جان  دم عیش اوسے ہے گواہ سخن
سخن ات مٹھائی میں حلوا اہے  سخن سفرۂ من و سلوا اہے
سخن فیض ہے عالم الغیب کا  سخن نقش ہے جیب کے جیب کا
سخن کا عجب خوان معشوق ہے  زباں جس کندوری یو فاشوق ہے
خزانہ ہے حق کا سخن کا بیاں  کہ ہے جس خزانے کوں کیلی زباں

سخن کا سدا سبز گلزار ہے  سخن کا سدا گرم بازار ہے
جو کچھ ہے شہادت میں ہور غیب میں  سخن کے سمانا ہے آجیب میں
جتا خلق پیدا ہے یک بات سوں  اہے شاہد اس بات کا کاف ونوں
جہاں کالبد ہور سخن جیو ہے  سخن جیو ہور جیو میں پیو ہے
سخن طبع کے کھن کا دامان ہے  سخن چشمۂ غیب آسمان ہے
رکھن ہار سر سبز دل کا چمن  سخن ہے سخن ہے سخن ہے سخن
سخن کا نمک جس کوں تقریر ہے  نمک جس میں ہے او جہاں گیر ہے
سخن خوش لگے بخت کے سوں تمام  کہ ناخوش ہے میوہ سدا ناتمام
نہ ہر کوئی سخن کا سزاوار ہے  نہ ہر قطرہ لولوئے شہوار ہے
نہ ہر کھن منے صفا جوہر اچھے  نہ ہر کج کی متنک میں گوہر اچھے
نہ ہر نافہ خوشبو باش نافہ کرے  نہ ہر یک گر سر میں عنبر دھرے
اگر شیر نر ہوویں سارے چنچل  تو شیراں نہ پاتے کدھی یک جتل
اگر خوش ادا مرغ گاتے تمام  تو ققنوس سوں کیا رہتا قیسر نام
اگر ہر ستارا اچھے آفتاب  توں خورشید کوں کیا رہتا آب و تاب
سخن سچ شیریں ستے بھی رہیا  کہاں نیشکر ہور نبے لوبیا

کریں بہوت کئی موم کے انب راس ولے انب کی کان ہے لذت سو باس

کہاں ہے کو دن تے شعر سلیم کرے کاٹ کان ارہ برگ نیم

سخن میں کا بھی کوئی کارے رتن سخن داں سمجھتے ہیں قدر سخن

زیادہ ہے نزدیک اہل قیاس سخن بولنے تے سخن کا قیاس

سمجھتے اگر سب سخن کا قرار تو ہرگز نہ رہتا سخن کا وقار

سکل مرغ کھاتے اگر نیشکر تو شکر نہ رہتی زمیں کے اوپر

نہ گوہر کوں پوچھے بجز گوہری ۲۴۰ نہ جوہر کوں سمجھے بجز جوہری

نہ محنت بغیر یو گہر ہات آئے نہ چھیدے بغیر کان میں دُر سہائے

کدھی کوی قیمت سخن کا نہ پائے جو یو بے بہا لے بہا ہات آئے

سخن کا خزانہ نہ سرسیں کدہیں نہ یو در طبیعت بسر سیں کدہیں

سخن لعل ہے عقل کے دُرج کا سخن سور ہے لامکاں برج کا

سخن کا سدا سور پر نور ہے سخن کا سدا ملک معمور ہے

دکھاوے سخن نت سمجھ دار کوں ہریک کس کی دانش کی مقدار کوں

جسے عقل کامل توہی نرا اچھے سخن میں وہی سٹ سرورا اچھے

دیا ہے توں بھی عقل دہرتا ہے تو جو کھم کو سٹے پل میں پائیں سو تو

اہے عقل گرچہ کسوٹی سخن  خرد کا ہے صورت خردمند کن
دسے روشنی جلوہ گر تا ابد  خرد سو سخن ہور سخن سو خرد
اچھو جم خرد کا علم تابدار  اچھونت زبان سخن شہریار
خرد جم اچھو باغبان سخن  سخن نت اچھو تازگی کا چمن
خرد کا اچھونت سرج تابدار  سخن کا اچھونت گہر آبدار
خرد تے چلے جم سخن فوج فوج  اچھو اس دریا پر سخن موج موج
نہ اس گوہراں کوں اچھو بیش و کم  بھرو اس دُراں سوں ل مراد رج جم
مکلل ہے اس دور میں پور تن  کہ ہے دور یو دور شاہ سخن
دیا اس گہر کوں عجب آب و تاب  شہنشاہ کے طبع کا آفتاب
سدا فہم جس کی کیا بندگی  سخن جس سخن تو لیا زندگی
جس اس کا سخن دل کوں ارشاد ہے  سخن شہر میں شہر استاد ہے
ہوا ختم الحق سخن شاہ پر  سخن کی صفت یاں تئے توں ختم کر
اپنا شہ کی مدحت بدل یا نیا  سخن سحر میں سٹ قلم کا جہاز
اپنا ساقی اد جام یا قوت لیا  سو قوت بدل جیو کا قوت لیا
دما دم پلا مد بھریا او مدن  جو قل قل کر دل میں صراحی من

مبارک او ہے جھار جس چھانوں تل    خلق آئیں اسود گی کے بدل
اول ان کوں لیا چھاؤں میں عنقر یب    بزاں پاک میوا سوں بخشے نصیب
بعدازاں میوؤں تے
وہی جگ میں ہے آب حیواں مدام    کہ جس تے سدا فیض ہے خاص و عام
اسی صبح تا بانگی ہے جگ کوں آس    کہ جس تے اچھے غم کے نس کوں دوا س
وہی خضر تے جن مراداں چلائے    سو ظلمت میں لیا آب حیواں پلائے
مسیحا جگت میں وہی آج ہے    کہ جس دم تے سب خلق کا کاج ہے
اچھو جھاڑ سر سبز ایسا مدام    کہ جس جگ میں ہے فیض اس تے تمام
اچھو کیوں نہ او جھاڑ یوں بار دار    کہ ہے جس سوں آرام سنسار کا
کے لیے
کہ ہے جگ پو او سایہ کرد گار    اچھنا ہے یو چھانوں پروردگار
محمد شہ داد گر دیں پناہ    کہ ہر دم محمد جسے دست گاہ
براہیم کے بعد ازہوا نامدار    جگت میں محمد شہ کامگار
سلف سنج گہر تے لئے آب و تاب    کہ دریا نے پایا ہے گوہر تے آب
کئے سب شہاں فخر اپس بخت سوں    کریں بخت نت فخر سنج تخت سوں
اپنے سے
دکھن کا توں ہے خسرو تاجدار    جتے تاجداراں و تے باجدار
جتنے    باج گذار

اہے حکم تل تجہ عرب ہور عجم | شہاں تجہ سرج کن ستاریاں تے کم
شریعت منے عالم آرا اہے توں | سو پیارے محمد کا پیارا اہے توں
تجمل کوں توں اے شہے نامور | سرج کا ہے چوندھل گگن مشت پر
ظفر نت تری بارگہ کا وزیر | سدا عقل تجہ ہات کا دستگیر
کرے ملک گیری اتے یوں شتاب | کہ جوں پل میں لیوے تنگ آفتاب
حریفاں ہیں تجہ رزم کے نرد بر | مکدر ہو ششدر جہت میں سربسر
کرے جم توں ہر جنگ میں بے درنگ | حریفاں کے سر مہرہ سرخ رنگ
کرے نت تجہ اقبال تے سربسر | سو رستم کے سب کام تجہ یک نفر
جتے خسرواں بندگی تجہ کریں | سدا در پو تجہ سروراں سر دھریں
جو کوی سر رکھیا در پو اس بندہ وار | کیا سرفرازی سو اس تاجدار
اگر ہے سفاہان و گر روم زنگ | بخشنے کوں تجہ فیض کے بے درنگ
بخشش خلق کوں آب گل کے نگر | لیا خلق کے پل میں دل کے نگر
دلاں کے نگر میں شہی تجہ سہائی | برم کے نگر میں پھری تجہ دھائی
مدن کا چمن جب تے پایا جمال | نہ دیکھیا ہے تجہ سار کا نونہال
مدن نیں ہے بلکہ مدن روپ تو | مدن مست ہے تجہ مدن شوق سوں

کرے جم تجہ ایراں آگے جگ پتی | گہر کا طبق لے چندر آرتی
جتے سرکشاں حکم سوں تجہ اسیر | توں فرماں ہارا او فرماں پذیر
ادک جتن کے ملک کا شاہ توں | عدالت کے آکاس کا ماہ توں
کیا پایۂ عدل کوں استوار | لیا دین ایمان تجہ تے قرار
تری بخشش و فضل کا باغباں | جگت کے کیا بخشش چمن بوستاں
اگر ابر برسائے باران تر | ترا ہات برسائے لعل و گہر
برستا ہے تجہ ابر احسان جیوں | نہ برسے کدہی ابر برسات یوں
گگن زر فشانی تے تجہ کر سوال | سٹیا کہکشاں گل میں منیاں کا مال
خلایق کے دل اے نہے کامگار | تجہ احساں کے دام کے ہیں شکار
نہ کس شاہ تے یوں کدہی نیں ہوا | کہ نیں آب احساں یو ہے کیمیا
ہر یک شاہ کئی فن میں نامی ہوا | توں سارے ہنر میں گرامی ہوا
دنیاں میں جو کچہ ہے سو علم و آداب | تری یک سخن کا ہے تفصیل سب
جھلک تجہ سخن میں دسے یوں شتاب | کہ جوں سور میں تاب گوہر میں آب
دسے تجہ عبارت میں روشن نکات | سیاہی کی ظلمت میں آب حیات
سخن پروراں کا توں پرکھے سخن | رتن پارکھی جیوں پرکھتا رتن

تری قدر دانی سوں اے شہر یار — ہنر کا خزاں جا کو آیا ہے بار
دکھایا ہنر کئی ہنر مند طوس — ولے شاہ محمود نیں کر فسوس
دے سکہ جو مار یا خزاتے پو مہر — توں مصری پوچھتے ہزاراں سو مہر
کرے پیار جم توں خرد مند کوں — خرد مند کوں ہور ہنر مند کوں
ترا پیار ہے یوں ہنر مند پر — پدر کا نہیں پیار فرزند پر
ہنر منداچھے طفل جوں ماں کے پاس — ترے پیار کا دل میں کھتا ہے آس
اخر جگ ہے تب لگ تو ل اے جگ پتی — چندر بھان اچھے ادر پو تجہ دریتی
تری وصف میں اے شہے کامراں — زہے بارگاہ سخن پروراں
سزاوار تھا یوں کہ اس گنج پر — دعا پر رکھوں مہر تیری اپر
شہاں کے الف سار کی قد خم — اچھو تسم ترے وار سے لیٹ خم
سدا عیش عشرت سوں یوں راج کر — دبا داں سوں دل کوں معراج کر
اپنا ساقی او جام لیا زرنگار — سدا شاہ کی اچھ لطف سوں کامگار
بھرا اس دور اصفا خورشید کا — جو یسرے جہاں جام جمشید کا

مبارک شب قدر سی نیک رات — صبح گفت گو بھتا مرے دل سنگات
سانحہ

خیالاں عجب فوج در فوج تھے — سمندر یو موجاں کے در موج تھے

خیالات کا باغ پر بار تھا — کہ جس باغ کوں انت نا پار تھا

اتھا خوش خیالاں سوں دل باغ باغ — کھلے تھے معانی کے گل جیوں چراغ

جو کچ طبع تے لیا او گل سوال — کہے دل نے مج کھول بھی قیل و قال

سو القصہ اس ٹھار انبڑی تھی بات — کہ اس جگ میں کس کوں ہے دائم حیات

کیا دل نے روشن مرا انجمن — سو اس دھات سوں خوش بیاں کر سخن

کہ مدام جینے کی تیری برات — نہیں لکھ دئے آج لگ کس ہات

ولیکن ہے اوس کے عوض کام ایک — سو دنیاں میں باقی رہنا نام نیک

نہیں جگ میں جینا کسے پایدار ۳۳ مگر او کہ جس تے رہے یادگار

رھنا ناؤں باقی بڑا کام ہے — جو یاں ہیں جو کئی جگ میں گمنام ہے

سدا زندگانی اسے ہے شرف — جو دنیاں میں اس تے رہے یک خلف

کہ اس بعد روشن کرے انجمن — خلف خوب روشن ہے سو خوش سخن

جو بولے ہیں یوں عارفاں سلف — کہ ہے شعر بہتر سو لیا بہتر خلف

اگر تجہ تے کچ تار ہے یادگار — تو جینا نہ جینا ترا ایک سار

سزاوار یو کام ہے تجہ اینال — کہ روشن کرے یوں سخن کا جمال

اپس فکر کے جلوہ گر کر رتن — امر لک رتن سو سخن ہے سخن
معانی کی ور جک بنا کھول تو — سو یک قصۂ خوب اب بول توں
کہا طبع سوں دل نے یو بات جب — ہوا مج طبیعت کوں یک جوش تب
کیا واں تے میں فکر اس بات میں — کہوں کون قصہ سو کس دھات میں
چھوڑوں کس قصہ کے ترانے کوں میں — تیروں کس حکایت کے دریا کوں میں
جو کس من موہن کی حکایت کہوں — سو کس گلبدن کی روایت کہوں
سو کس زلف محبوباں میں سنوار — دلاں عاشقاں کے کروں بیقرار
سو کس برہ کی آگ سلگا شتاب — کروں میں فراقی دلاں کوں کباب
سو کس وصل کی میں کھلاؤں گلاں — کروں جوں چمن عاشقاں کے دلاں
چلایا پھر افکر کا میں ترنگ — کہ جھگڑے کے قصہ طرف یک اننگ
سو کس قصہ رہزن کا رک سپر — چلاؤں قلم پر کشش تیز کر
سو کس شہ کے جھگڑے کے میدان تے — کروں نیزہ بازی مری گیان تے
سو او پادشاہاں تھے جو تیغ زن — سو او پہلواناں تھے جو صف شکن
ہر یک شیر افگن ہر یک شیر گیر — ہر یک صاحب نیزہ و گرز و تیر
جو ترک اجل سٹ فنا کا کمند — کمند فنا میں کیا ان کوں بند

سوان کوں پیایا کا یو امرت پلا
حیات ابد سوں اچاؤں ہلا

سوا تنے ہیں ملہم نے مجہ دل بھتر
کہا میں کتا ہوں سو یو نظم کر

نہ کر خیال محبوب کے حال پر
سیہ زلف ہور گال کے لعل پر

نہ بزمیں نہ بربط نہ چنگ و رباب
نہ پردہ نہ برپای نقل و کباب

نہ براسپ میداں و تیغ و تفنگ
نہ بر نیزہ و گرز و تیر و خدنگ

کہ پیارے نبی کی روایت ہے یو
نہ دیواں پریاں کی حکایت ہے یو

نہ یو ہند دستاں منقول ہے
جو یو ہر تدر نداں میں مقبول ہے

کہ ہے جنس سوں جنس اونا روا
ہماں سوں ہماں ہور کوے سوں کوا

یو قصہ عجب پاک ہے دل پذیر
جو پاکاں کہے ہیں جسے بے نظیر

تماشا ہے اس میں عجب سر بسر
جو روشن کریں عاشقاں کی نظر

عجب صنعتاں اس میں ہیں آشکار
دسے قدرتاں کہ پروردگار

جو اول تمیم انصاری اوپر
کھڑیا کیوں یہ قصہ عجب سخت تر

سو کس کس بلایاں میں پڑیا الو
بھی کس دھا ایس گھر کوں آیا الو

توں آ اوس حکایت اپر عزم کر
نہ بندیا کنے دُرسوں توں نظم کر

ہوا جب یو الہام مج آشکار — یہی پاک قصہ کیا اختیار
اسے فارسی بولنا شوق تھا — ولے کے عزیزاں کوں یو ذوق تھا
کہ دکھنی زباں سوں اسے بولنا — جو سیپی تے موتی نمن رولنا
اچھے سائن گرچہ مو سیپی میں دُر — یو سیپیاں ہیں سائیں کے قطریاں سوں پُر
رکھیا کم سہنسکرت کے اس میں بول — ادک بولنے تے رکھیا ہوا مول
جسے فارسی کا نہ کچھ گیان ہے — سو دکھنی زباں ان کوں آسان ہے
سو اس میں سہنسکرت کا ہے مراد — کیا اسنے آسان گی کا سواد
کیا اوس تے دکھنی میں آسان کر — جو ظاہر دسیں اسمیں کئی کئی ہنر
ہنرمندگی اسمیں ہے بے حساب — کہ تا پندگیراں کوں ہووے ثواب
توں رکھ کان ناصح کے اقوال پر — نہ کر خیال توں اس کے احوال پر
جو کہے ہیں بزرگاں نے یو پند نیک — کہ گر کاغذ پر پند ہے تو بی سیک
اگرچہ خطا ہے تو سمجھ توں سنبھال — کہ یاں سب خطا بے خطا ذوالجلال
سو ہوتا ہے نسیان انساں کوں — جو انساں مرکب ہے نسیان سوں
نکو کر توں مت نسیاں پر سمجھ نظر — کہ بکتا ہے شکر برابر کے شکر
اگر یک سخن خوش لگے جیوں نبات — تو لکڑی کوں لے مول تا با نبات

اگر یک گہر مجہ دسے بے بدل    جتن کر توں رشتے کوں گوہر بدل
توں یک بیت ابرال جو ہووے ثناد    توں الینہ رحمت سوں کر مجہ کوں یاد
کہ اول کے لوگاں بھی اے مرد نیک    سو گذریاں پو رحمت کیے خوب دیک
وہی چال چلنا توں کر اختیار    جو رہیگا ترا ناؤں پر یادگار
سو نیکاں تے ہے مجہ کوں امید نیک    جو کرنا قبول اس رسالے کوں دیک
اتھا گرچہ قصہ میں اس اختلاف    صحی کر کو بولیاں ہوں بے خلاف
دیا اس رسالے کوں میں سعی کر    سو ترتیب بارا مقامات پر
ہزار ایک پر سال پنجاہ و پنج    ہوئے ثبت ہوا پر جواہر یو گنج
منگوں تجہ تے اے خالق خیر و شر    جو توں اس رسالے کوں مقبول کر
خرد کے سرج کوں مر تاب دے    سخن کے گہر کوں مر آب دے
خطا تے زباں کوں ہری رک نگاہ    سخن کے خزانے پو کر بادشاہ
معانی کے گل اس چمن میں کھلا    دلاں کیاں سدا بلبلایاں بولا
ترے فیض رحمت سوں پر بار کر    عنایت سوں اس گل کوں گلزار کر
ترا فضل اسے تاج تارک اچھو    سو خواندگاں پر مبارک اچھو
اگر کوی پڑے اس کوں صاحب بدل    توں حارواں کر توں اسکی سکل

اگر کوہی پدل فال دیکھے اسے | توں کر نیک فالی روزی اسے
اگر کوئی فراقی پڑے (پڑھے) بانیاز | ملا اس کے بچھڑے کوں آکار سار
اگر ناتواں کئی (کوئی) پڑے گا اسے | کر اپنے کرم سوں توانا اسے
توں کر مستجاب اس دعا کوں تمام | بحق محمد علیہ السلام
لکھوں اب یو قصہ مری گیان تے | طلب مجہ تے توفیق سبحان تے
ایتا ساقی لیا جام او (وہ) زرنگار | جو ناناچڑے (پیچڑھے) طبع کے سر نگار
پلا بھر کو ہر دور وہ صاف جام | جو کئی اتک (کئی ایک) جمشید اسکے غلام
قلم اب توں اُٹے قصۂ بے نظیر | شتابی سوں لک (لکھ) مختصر دل پذیر
نہ کوتہ مطول نہ نزدیک دور | کہ اوسط کوں بولے ہیں خیر الامور
حکایت کے گل باغ کا باغباں | گندیا ہے (گوندھا) یو گل دستۂ داستاں
سو یک دن ہوئے سوار حضرت عمر | سو کر فجر کا فرض منبر اوپر
کیے ابتدا وعظ سب خاص و عام | لگے بولنے شرع کی حد تمام
ملے تھے انو پاس یاراں سکل | جو ایسے میں یک زن وہاں آئی چل
پوچھی تب کہ حضرت عمر کاں (کہاں) ہیں یاں | کہ محتاج ہوں بہوت میں ناتواں
انو سوں مجھے آج یک کام ہے | جو یک بہوت (بہت) مشکل مرا کام ہے

عمرؓ کی طرف سب اشارت کئے — اسے اس خبر سوں بشارت دئے

بزاں آ انو سامنے کر سلام — کری عرض احوال اپنا تمام

کہی مجہ اوپر بہوت ہے سخت حال — مرا مرد غائب ہوا چار سال

نجانوں جو غائب ہوا ہے کدہر — مجے نیں ہے معلوم اس کی خبر

نہ کھانے کوں کچ قوت ہے مجہ — جو طاعت کوں قوت اچھے مجہ منے

جو اس کا ادا مجہ اوپر فرض ہے — مرے پر یتے سال کا قرض ہے

صبوری نہ سہہ بہار گھر سوں نکل — نمن پاس اس غم بدل آئی چل

کداں لگ مری عمر کوں میں بھروں — رضا ہوے تو عقد دسرا کروں

عمرؓ سن یو فرمائے بھی تین سال — صبوری پکڑ توں اپس کوں سنبہال

جو دیکھوں قضا کی رضا کیا ہے بال — ۴۲۰ تجے میں رضا دیونگا بعد ازاں

کہی میں ہوں مفلس نہ دھرتی ہوں مال — جو تا میں صبوری کروں تین سال

سو حضرت عمرؓ یو سنے بعد ازاں — برس تین کا اس کو دئے آب و نان

ہوے جب برس تین اسکے تمام — کری آکو حضرت عمرؓ کوں سلام

کہی تن نے باں کھول کر با ادب — کہ او خرچ تھا سو ہوا خرچ سب

پریشان ہوں بات دکھلاؤ مجہ — اپنا کیا ہے رخصت سو فرماؤ مجہ

کہے چار مہنے اپنا صبر دھر
نزاں میں تجے دیونگا عقد کر

سو یوں بول حضرت عمر بعد ازاں
دئے چار مہینے کا اس آپ ٹانان

ہوے چار مہنے جب اسکے تمام
کہی آ عمر کوں کہ اے نیک نام

تمے جو دئے سو ہوا خرچ سب
مجے کیا رضا ہے سو فرماؤ اب

یو سن بات اس وقت حضرت عمر
کہے کر کو مجلس طرف کر نظر

کہ ہے عقد کرنے کی حاجت کسے
اپنا میں دیونگا نکاح کر اسے

کہے جب یو حضرت عمر بعد ازاں
اسی پاک مجلس میں نے یک جواں

جو خوش شکل تھا ہور شیریں زباں
جو او تھا عجب صورت نیک شاں

کہا مجہ نہ عورت نہ فرزند ہے
سو اس غم تے مجہ دل و پر بند ہے

رضا پانوں اس بارگہ تے اگر
اپس پاس اسکوں رکھوں عقد کر

ہوا جب یو حضرت عمر پر ضرور
کئے عقد اس کا اپس کے حضور

ہوا عقد بعد از چلیا مرد شاب
اسے لے کوں اپس کیچہ گھر کوں شتاب

خوشی سات اپس گھر منے آئے جب
کئے شکر سبحان کا بہوت تب

سو کر مرد پر بہیر اس نیک رات
کہا یوں صحبت سو عورت سنگات

جمعہ رات ہے رات طاعت کی ہے
جو یو رات حق کی عبادت کی ہے

جو بندے کی خوبی ہے اس بات میں　　جو چالاک اچھے او عبادات میں
اپس نفس کے کام سب پائمال　　دھریں ہور کریں طاعت ذوالجلال
ہمیں ہور تمیں آج کی رات میں　　کریں شغل اپنا عبادات میں
کہی بہوت خوبی کی یو بات ہے　　جو حق سات اچھنے کی یو رات ہے
تب اس وقت او مرد وضو ساز کر　　خدا کی عبادت میں باندیا کمر
او عورت بھی حجرے تے آئی نکل　　انگن میں وضو کرنے بیٹھی بدل
کہ ناگاہ یک شخص جن کے نمن　　کھڑے ہور رہیا آ کو اسکے انگن
نہ تھا کچھ بجز پاک پوشاک اسے　　ضعیفی سوں تن بال اسکا دسے
لینے پن سوں ناک او سکے ہات تن　　سو پنجے تھی فیلاں نمن سر بسر
نہ باقی تھا اس میں کچھ روپ و رنگ　　۴۵۰ بندیا میل سوں سکے آدرپن پوز
ہوا تھا نپٹ شکل سوں بے نشان　　جو دیکھت اجل اس سکے پاچھان
کری جب او عورت کیا یک نظر　　پڑی ڈر کو لاحول اسے بھیج کر
کہی کون ہے توں جو آیا ہے یاں　　کہ تجھ میں نشانیاں ہیں سب دیو کیاں
کہا گھر یو دا اسم مرا ٹھانوں ہے　　تمیم انصاری مرا ناؤں ہے
اپس زن کا او ناؤں لینے لگیا　　نشانیاں اپس کیاں سو دینے لگیا

کہی کاں ہے یو بات مجہ ہے گماں | کہ جناں بی دیتے اپس کوں نشاں
سچی جن اہے توں نہ انسان ہے | نہ انسان کی نجہ میں کچہ نشان ہے
ہوے چار مہنے برس سات پر | نجانوں جو غائب ہوا ہے کدھر
مجے نیں خبر او جیا یا موا | توں کاں سوں تمیم انصاری ہوا
کہاں میں تمیم انصاری ہوں جان | ۶۰ ہوا تھا سو غائب وہی ہوں پچھان
یو سن رد یدل بھار نکلیا جوان | ملے سب محلے کے لوگاں بھی واں
کہے کون ہے ہاں آدھی رات کوں | جو اس بھانت یو بات کرتا ہے توں
سیاست عمر کی تجے نیں سجے | کہ دعوا توں کرتا ہے سدھات کج
جو اس بات کا لے ہوا شور و شر | اپس میں اپی سب جنے فکر کر
سر انجام اس کام کا یوں کئے | سو آخر کوں اس بات پر نہ دئے
کہ سب مل منیں آج کی رات یاں | اچھو صبر سوں فجر لگ کم زباں
بزاں صبح کوں جاو سب مل نکل | عمر سامنے مصطفی کے بدل
ادب سوں بزاں رد یک یک جدا | جو ناگہ ہوا صبح کا ابتدا
ہوا رات میں صبح کاذب شروع | کیا صبح کاذب میں صادق طلوع
چندر کر کو تاریاں کی تسبیح تمام | ۷۰ ہم چلیا بیگ تہجد کا بہور اسلام

سو مشرق کا قاضی وضو ساز کر — پیٹھا حکم سوں محکمے کے اوپر
فلک ہو کو خوش واں سو سننے — جہاں کا چھپا راز دسنے لگیا
سب اوس وقت وانتے چلے سب — عمر سامنے اوس تقاضے بدل
کئے جا کو حضرت عمر کوں سلام — کہے رات کا حال اپنا تمام
یوسن حال حضرت عمر سر بسر — ایس میں تعجب سوں لے فکر کر
چلے لیکو ان کوں اپسکے سنگات — کہے جا کو حضرت علی سوں یو بات
علی نے کہے راست یو بات ہے — نبی مجہ کوں بولے سو یو بات ہے
کہ صبح بعد کے دن کوں ہو لگا عیاں — تمیم انصاری کا یک قصہ بیاں
یقیں کر کہے تب عمر سر بسر — کہ لولا علیؑ لہلک العمر
تمیم انصاری نے یو سنکے بات — علی شاہ مرداں کوں مانگے حیات
بزاں شہ نے کر انکوں تعظیم سب — ایس پاس حرمت سوں بسلا کے تب
کہے ابتدا سوں تمارے اوپر — ہوا ہے سو قصہ کہو سر بسر
کہ تا جگ کے صفحے پو رہے یادگار — تمارے تے یو قصہ نامدار
ابتا ساقی یو دور آغاز کر — حریفاں کی آ بزم کا ساز کر
جو نا پاؤ زمانے کے غم تے نجات — کہ ہوں درد و غم دلکے یاراں سنگات

حکایت کیے راوی نے کر خوش قلم  چلاتا ہے یوں اس بیاں کا رقم
کہ حضرت علی یوں کئے حکم جب  تمیم انصاری کہے کھول سب
کہ اے جانشینِ شہ کائنات  مجے غسل حاجت ہوا ایک رات
کہا گھر میں عورت کوں آہستہ نرم  کہ پانی توں کر غسل کوں جلد گرم
نراں دی او عورت مجے یو (لی) جواب  کہ پانی کوں کرتے تپا کے شتاب
یدی (بعد ازاں) گرم کرتی ہو (لی) ٹک صبر دیو  نہیں یاں تے ننا (آتنا) لجاتا ہے دیو
جو ایسے میں یک دیو آ سخت تر  اوڑیا (اڑا) واں تے لے مجہ ہوا کے اوپر
کیا میں جو اس کی طرف جب نگاہ  دسیا مجہ زمیں تل جہاں سب سیاہ
جسے تھا سنیا کھن نمن سخت تر  سکل تن پنجھر (نیچے) دل جھڑتے بھتر
اتھے ہات اونس (جھاڑ) کینکر کے سار  دہن غار سا سیس تھا جوں پہاڑ
جو بن ہار تھے بال اسکے (کنکر) سکل  اتھا تن سکل گھونگرو کا جنگل
پڑے (چھینٹے دار) بن میں ایسا شیاطین تھا  ولے شکل میں سنگھرو (گھونگھرو) جین تھا
سو اڑنے کے اس میں کرو کیا بیاں  او ابرِ سیہ برق تھا بے گماں
مجے لے چڑیا دور ہوا میں او یوں  کہ ڈونگر (پہاڑ) دِسے بیضۂ مرغ جوں

اوڑیا واں تلگ لے مجے بیگماں — کہ نزدیک تھا کرہ ٔ ناروال
سٹیالے کو آخر مجے سخت تر — طبق پانچویں میں زمیں کے بھتر
پچھاڑی جب اینڑے مجے سخت تب — گیا یا علی ہوش میرے تے سب
پچھاڑی میں اس جیو جاتا نکل — ولیکن موا نیں ہے گئی بے اجل
پڑیا تھا کتیک وقت واں سُدلیا — سو یک پہر بعد از ہوا میں ہشیار
انکھیاں کھول کر دیکھتا ہوں تو واں — نہ تھا آدمی زاد کا واں نشاں
گر دیو ہور جن و شیطان تھے — نسناسان ہور غول بیابان تھے
ولے ان میں جو تھا نسناساں کا ٹھاٹ — کلیجا تو ان کا دسے پیٹ باٹ
جو غولاں جو تھیاں حسن میں بے بدل — اتھیاں زہر امرت بلیٹیاں سکل
بھی دیکھیا کتیک خلق گئی وہاں تے — سو کئی شکل کے بھانت بھانت ذات کے
کتیاں کی انکھیاں سر پو ہور پیٹ میں — کتیاں کے لگے ہات اولٹے قدم
کتیک رنگ ہور روپ میں پیل — کتیا نکے بڑے کان جوں فیل سے
کتیک شکل میں خوک سے نابکار — کتیا نکی بڑی جیب سینے تلار
کتیاں کیا انکھیاں صورتاں مارکیاں — کتیاں کیا دُما کژدماں مارکیاں
کتیک صورتاں کا کروں کیا بچار — سرا دو انکھیاں تین ہور ہات چار

کتیک فیل سی شکل وھور دھریں　　کتیک اونٹ سی کاڑ گردن پھریں

کتیک شکل میں گاو بھر میں ترنگ　　کتیک روپ میں بار ریچھ تن میں پلنگ

کتیک ان میں میموں سے کردر بشں　　کتیاں کوں سنگاں سر لوچھ گاو دُش

کتیک آدمی سے کریں سر اوپر　　ولے دھڑ تلے کا دھریں جیوں بگر

کتیاں کے سراں پوہر سار شاخ　　کتیاں کے شکم فیل جیسے فراخ

کتیک بیر صور کتیک جیوں پلنگ　۵۲۰　کتیک پیل تن شکل میں جیوں پلنگ

کتیک چال خرچنگ جیسی چلیں　　کتیک وال پایا من ودل ملیں

کتیک سخت اندام جو خوار دشت　　اتھے سیس تے تاس تلک سب درشت

بھی دیکھیا کتیک خلق ایسی عجب　　کہ تقریر میں نا کہیا جائے سب

کتیاں کی جو صورت کا بولوں بیاں　　جو کچھ تھا اھر سو و بالعکس واں

بھی جا گیے کا اس میں کردن کیا بچار　　کہ یک تل برابر نہ تھا وا ھنوار

سو کئی اژدھا ہور کئی پار تھے　　سو ہر طرح کے گوں کے غار تھے

سکل بھوئیں جو وستی اتھی خار کے　　جتے خار اس خنجراں سار کے

ادک محنت و درد سو بے حساب　　اباداں بھتی او زمیں سب خراب

عجب او زمیں بھی دسی ہولناک　　کہ جس دیکتے آدمی ہوئے ہلاک

نہ اوس بھو میں پو کچھ حال چلنے کی ۵۳۰ نہ اس خلق میں آدمیت کی باس

جتا خلق واں کا سر انگیز تھا      او جاگا بھی ویسا چہ خوں ریز تھا
نہ دھرتا انھا کچھ شرف ہر طرف      کہ جاگے کوں ہے آدمیاں سوں شرف
نہ اچھتے انوں میں جو سخنی کے فن      تو سخنی میں ویسی نہ کرتے وطن
دو جگ میں دو ہی منزلاں تھی تے یک      بوریاں کوں برا ہور نیکاں کوں نیک
پریاں کوں جو کچھ واں کیا تھا سجان      تمیم انصاری کہے یوں بیان
آنا ساقی او لیا شراب کہن      جو شیشے میں ہے جو پری کے نمن
کہ تا او پری کر حریفاں کوں مست      سرا دیو کوں غم کے دیوے شکست

چلاتا ہے مجہ طبع کا شہسوار      ترنگ یوں معانی کے میداں منجھار
کہ یوں شاہ سوں کھول بولے تمام      تمیم انصاری نے اول مقام
جو ایسی بلایاں کے آفات میں ۵۴۰ میں بیٹھیا انھا جیو لے ہات میں
جو ایسے میں واں یک دھلار اٹھیا      جو بولے کہ یک دھرتے بار اچھوٹیا
دھلار انہ تھا ابر ساکن عجب      کیا دشت ہور کوہ تاریک سب

اتھا بین دھلارے میں بیچارہ ہو    عجب ایک غوغا عجب ہائے ہو
نہایت سوں اس سوں کی سر بسر    پڑیا دانکے سب خلق میں شور شر
ہوا کچھ ہوا پر بیتا غلغلا    کہ سب اس زمیں پر پڑیا زلزلا
رہواسی جتنے وانکے سب ٹھار تھا    کیئے غُل اپس میں اپیں میں پکا
کہ یہ بیر پریاں کا آیا سپاہ    اپنا پل میں سب کوں کریگا تباہ
پڑی جب مرکاں میں یوں خبر    لگیا دیکھنے میں ہو لکے اوپر
دیسیا تب مجھے اس دھلار ہی مجھار    پریاں کا کتک تھا ایک حد تھا
ہوا پر سو پریاں کے بھاراں چلے    کہ بولے کی دریا کی لہراں چلے
سپہ کوئی ان کا تو نا من سکے    کہ باراں کے قطراں کوں کن گن سکے
انن میں پری ایک سردار تھی    عجب خوبصورت نمک دار تھی
سلح پوش تھیاں ہور شمشیر زن    دلاور اتھیاں ہور تھیاں صف شکن
دسی یوں سپہ دار سارباں منے    کہ جوں چاند سرکار تاریاں منے
جو اس ران تل تھا عجب یک ترنگ    کہ اڑنے فلک پر نہ تھا اس درنگ
جتیاں جو سب اسکے اتھیاں آس پاس    کیاں تھیاں سپاہی گری کا لباس
سکل چنچلائی منے بے نظیر    اتھیاں آہوواں بلکہ او شیر گیر

دسے حسن میں شمع سی بے درنگ	اتھیاں تیغ کی شمع پر جوں پتنگ
کماں دار تھیاں ہور سلح پوش تھیاں	شجاعت منے جوش در جوش تھیاں
سکل نام و ناموس ہور ننگ جوئے	سکل کینہ خواہ ہور سکل جنگ جوئے
سکل ہات میں خنجراں آب دار	کمنداں سکل دوش پر تابدار
ہر یک پاس گئی تیغ براں اتھے	ہر یک پاس گئے تیر پراں اتھے
دکھت اس کی فوجاں کا آداب سب	انھا یا علی میں عجب در عجب
کہ اس میں سردار او شہ پری	جو تھی سب پر یاں پر او سے سروری
اپس کے کتیک لوگ لے مختصر	تلے آئی بھوئیں پر ہوا تے اوتر
کہی بہوت سوں مجہ کوں ڈک	تمیم انصاری سلام علیک
بہوت پیار سوں بیٹ میر سنگات	مروت سوں کی لے ولاسے کی بات
کہ یاں آئے سو کچھ نکو کھاؤ غم	اچھو بہوت خوشحال تم دمبدم
کہ سب لوگ اپنے تمیں پائینگے	اپس گھر کوں بھی پھر کو تم جائینگے
کتیک وقت اس دہاں سوں مجہ کنے	اتھی پیار سوں مجہ ولاسے منے
نراں میں بھی تعظیم دے کر تمام	کہا او پری کوں علیک السلام
جو ایسے میں دیواں کا آیا سپاہ	توں بولے کہ یک ابر آیا سیاہ

سنجانوں جو یو کاں تے آ بانکل  
جو آئے کوڑے زمیں تے نکل

یتی فوج پر فوج انکی چلی  
جو اکی دھمک سوں زمیں ڈل ملی

ہوا غل اُنن کا بتیا بیکراں  
کہ جس غل سوں گرجن لگے ڈونگراں

انتھا زشت دیواں کا سردار ایک (اون)  
کہ جھلکر مرے جس کوں ابلیس دیک

بری شکل ہور قد تے کیا کہوں  
لنبی بات ہوتی کہ کر چپ رہوں

جھجھی دکھائے بھن سر کی آنچہ پر  
سو پانی ہیوے گھن گوں تس راخ کر (کھنکر)

لنبا ہور چوڑا انتھا جوں پہاڑ  
پہاراں کوں ہا تاں تے دیوا اکھاڑ (آسمان)

انتھا ہت میں اس آہنی گرز ایک  
نہ او گرز تھا بلکہ البرز ایک

انتھا لشکر اس دیو کا بھا بھانت (ہاتھ)  
کد الیاں سی نک ہور نشاں سے (دانت)

کتیک خرس صورت کتیک فیل سے  
کتیک جوں سیاہی کتیک نیل سے (تیشوں)

سکل بوم سے شوم دیدار کے  
سکل نحس صورت زحل سار کے

جتے دیو تھے سحر فن انتھے  
سلح پوش سکل کوہ الوند اتھے

ہر یک قد و قامت میں زن کھا تھا  
ہر یک ہات میں گرز یک کھا تھا

کتیک ہڈ نچھیاں کی لئے تھے جدا  
کہ سیلاتے ہڈ جن تے بھاتی سدا

ہر یک ہات میں کہکشاں سی کماں  
ہر یک پاس تھے ور ستی تیر رواں

لئے تھے کتیک بیچ تے جھاڑ اکھاڑ لئے تھے کتیک سیس اوپر پہاڑ
دیکھت اوپری او کتنک بہار سب چلی اوس پو لے فوج فی الحال تب
سو کرنے کوں دیو او پر مار مار چلیا دل پریاں کا ہزار ا ہزار
پریاں کے ترنگ جب ہوا تے اوٹھے کہے توں گگن تے شہاباں چھوٹے
ہوا پر سوں پریاں کیاں فوج جا چلیاں توں لوکہ دریا کیاں موج جا چلیاں
چلیاں اس طرف تے بھی پریاں چتن کتک بہار دیواں کا با دل منن
بجے جب دھما دھم ترنگاں کا ٹل سرک لوک دیکھے جو لوکیا ہے غل
سو دیواں پریاں مل زمیں پر دور تک دسے شاسو جوں شفق مل دور تک
ہوے یار و پر و جب صفاں بیشمار ہتیاراں سنبھالے سو مارے ہنکار
اچائے ترنگاں کوں او بے فسوس گگن ہور ہیا گرد سوں آبنوس
غصے سوں پڑے یک پو یک نسر پری دیو پر دیو پریاں اوپر
جو سینے تے کینہ اپس سارنے لگے یک پو یک بے جگر مارنے
چلائے جو تیراں اپس مان پر پہاڑاں کوں پھوڑ توڑے جان کر
ہوے کیچ ہوا پر تیتے تیر ڈاٹ جو پڑنے کوں ہوئی دیو پر تنگ باٹ
دسیں لہو سوں یوں لال تیراں کے بھال کہ تنبول کھاہیں جو جیب لال

دکھیں

لہو کے دسیں لہو میں یوں سب گھر — کہ جوں بیر بہوٹیاں میں سبزی اوپر
دسے لہو بھری تیغ کی دھار یوں — کہ پتلی ادہر پان کھائے سوں جیوں
ایس میں اپے سخت رج سوں لڑے — ہزاراں سوں زہر از جل تل پڑے
ہتا ہم سوں وایک دھماد ھم ہوا — ہوا پر دھلار ایکا ایک گھم ہوا
او دھمسان تھا اس وضع سر بسر — کہ بھبھین سیاواں پڑیا بے خبر
نظر تاب نا لیائی او بھارو بیک — اجل بی وجل ہوئی او ماردیک
دساسرسے کئی دیو اسہیں پڑے — کدھیں را ہم لیجھمن بھی یوں نیں لڑے
کنیک وقت ایسا کڑا کڑ ہوا — جو سینہ منگل کا دہڑادہڑ ہوا
او دیواں اگرچہ زبردست تھے — ولیکن پریاں کے انگے پست تھے
ادہر تے ادہر ہور اودہر تے ادہر — پریاں جائیں دیواں کی صف چیر کر
پریاں یو چلیاں یوں ہر سرکشن — کہ ٹک ابر میں جلد بجلیاں منن
پری آپڑی دیو پر یوں شتاب — کہ دیواں پو پڑتا ہے جوں آشہاب
دسی سب پریاں پیر دیواں میں یو — ستارے رین کے اندھارے میں جوں
سو کئی دیو ہر یک پری بے درنگ — کریں قتل یک شمع جوں کئی پتنگ
یکایک کیے یاں سے سب جھڑپے — جتے سرکشاں سرکشاں ہو پڑے

پڑے یک یو بک رن میں کئی ٹھاٹ　　نوں بو سٹے تاڑ کے جھاڑ کاٹ
انھیاں سب پریاں جوں اگن سوز تاب　　کیاں راک اس کوں لیساں کو شتاب
لہو سوں ان کے ہوا بے درنگ　　جنا دشت مخمل نمن سرخ رنگ
سکل لہو سوں انکے کیا بے گماں　　دھرے لعل سوں سب گگن ارغواں
ہوا جب ادک لہو کے دریا کوں جوش　　ٹوٹے سو چلے جو بچھیاں زرہ پوش
پریاں جوش میں آ ابلنے لگیاں　　سو دیواں کوں سارے کھنڈ لنے لگیاں
لگیاں جب پریاں اس ضرع مارنے　　تو عاجز ہو دیواں کے سرداروں نے
چلیا بھانٹ پریاں کے موں تے نکل　　پڑی جیو کی اسکوں اسکے کبل
نکر سک کیا لنت کون سب پیٹ او　　ہزیمت کوں سمجیا غنیمت او نے
ہوا فتح پریاں کوں دیواں پو یوں　　رین پر اچھے صبح کوں فتح جوں
دیکھت روز اس صبح کے سین کا　　گیا بھاک کر او کٹک رین کا
پریاں انپو غالب ہو یاں سربسر　　کہ جم صف غالب ہے دُر دی اوپر
پریاں کوں ہوا فتح دیواں پو جب　　پری پھر کو بولی اشارت سوں تب
کہی پیر پری کن نمیں ابتیال　　انوکوں لیجا کر ملاو سنبھال
ہوا سار حسن وقت او میں ترنگ　　ہوا پر معلق چلیا بے درنگ

میں گھوڑے پو ہور اوپر یا مجہ سنگات | چلیا یو نجہ لیکر کیتک دین رات
جو یک دن پریاں او مجے باد | لگیاں پوچھنے آزمانے کون سب
کہ تمنا کوں معلوم ہے کچہ یو حال | جو کاں تھے تمیں ہور کاں ہیں اپنا
دیا جاب میں انکوں یوں سر بسر | کہ وَاللّٰہُ اَعْلَمُ مجے نیں خبر
کہ آیا ہوں کاں ہور جانا ہو کاں | یو مشکل ہوا نیں ہے مجہ عیاں
دیا جا میں جب انوں کوں تمام | کیاں اوپریاں مجکوں اے نیک نام
اتھے تو طبق پانچویں کے بھتر | اپنا ہیں جو دسرے طبق کے اوپر
یوسن یا الیس دلمیں کریوں بچار | کدی خوش اتھا ہور کدی زار زار
کر اپنا وطن یاد رونے لگیا | الیس تمک کوں انجواں سوں دہونے لگیا
کیاں کچہ نہ غم کھا تو اس بات | کہ پونچو گے تم گھر کوں خوش حال سوں
دلاسے سو یوں بول شیریں کلام | بھروسا دیاں دل کوں میر تمام
بزاں وانتے چند روز میں سیر کر | سو لیایاں مجے پیر پری گھر
ہیں آیا سو حسن بھار او آئی بیگ | مرا نانوں لیکے سلام علیک
سو حرمت کیا شرطاں بجا لیا تمام | کہا میں بی اسکوں علیک السلام
بزاں مجہ کوں پوچھی کہ اے نیک | رسول خدا ہیں جہاں میں حیات

کہا ہیں تب اسکوں اے اینک نام ہوی رحمتِ حق علیہ السلام
خبر سن کو تب او اٹھی آہ مار کری تن پو کسوت اپس تار تار
ادک درد ہور غم سوں رونے لگی سو پلکھاں کوں موتی پرونے لگی
لگی چاپتے ہات کی پیٹ تب زر پنا اپس کا سٹی کاڑ سب
سو اس درد ہور غم سوں مدہوش ہو پڑی تھی کتیک وقت بیہوش ہو
بھی آخر کتیک وقت کوں ہوشیار مرا نانوں لے مجکوں پوچھی پکار
کہ تم سچ کہو مجہ سنی ایک بات اس انکھیاں سوں دیکھے ہیں او پاک ذات
کیا ہوے دیکھیا ہوں اس ذات کوں بھی بوسہ دیا ہوں سو اُس ہات کوں
یو سن دیکو بوسہ مجہ انکھیاں اوپر چلی لے کو عزت سوں گھر کے بھتر
بڑاں اپنے فرزند کوں لیا اوپری سو اس دعا سوں شرط مجہ سوں کری
کہ مصحف پڑاونگے اسکوں اگر تمن گھر کوں میں دیونگی بھیجکر
جو کچ علم ہے ہور جو کچ دین ہے سو قرآن میں سب او تلقین ہے
یو فرزند اپنا سمجہ کر یقیں سکاؤ سو سب اس کوں تم علم دیں
کہ بے علم کوں دین کی نیں خبر سو بے علم حیوان تے ہے بتر
کہ پُر حوصلہ جاں ہے سردار ہے کہ بے حوصلہ جاں ہے واں خوار ہے

شرف پائے ہیں علم سوں سروراں　　جو ہے علم میراث پیغمبراں
دنیاں میں جو کئی علم پایا نہیں　　سو دنیاں میں گویا او آیا نہیں
دیکھیا اس میں جس وقت اس و صفت سوز　　دیا اس کوں تعلیم میں چندر روز
سکھایا ہیں جب اسکوں مصحف تمام　　ہوئی بہوت خوشحال او نیک نام
ایس بارگہ میں بولا لوگ سب　　کری خسروی جشن کا حکم تب
بچھا جا بجا خسروانی بساط　　منور کئے بزم عیش و نشاط
سنوارے محلاں سوں یک یک تمام　　بچھائے سو زربفت یک دھر تمام
مکلل مرصع عجب ایک تخت　　دھرے لیا کنے تا آئے او نیک بخت
مربع انجھا شکل میں با جمال　　سلیماں کی انگشتری کی مثال
جتے عیش و عشرت کے اسباب سب　　مہیا ہوے میزبانی میں تب
بزاں تخت اپر آئی او نیک نام　　پریاں فوج پر فوج کیاں اس سلام
بلا کر بزاں مجکوں لے مان سوں　　نوازی ایس لطف احسان سوں
جو کئی جو اتھے سردار امیر و وزیر　　منگا سب کوں و خلعتاں بے نظیر
سکل روز مجلس رکھی گرم گرم　　چلیا سورج جب غرب کوں بزم بزم
گگن پر چندر بیر پری کی مثال　　کیا جشن کا سر تے تازہ خیال

ستاریاں کے ساتی سو بھرنے لگے — گگن پر سکل جوش کرنے لگے
بندی ساز زہرہ اپس ساز کوں — الاپی خوش آواز گی ناز سوں
بزاں اوپری جشن کا کر خیال — کری پھر کو مجلس کوں صاحب جمال
ہوے جشن کے مستعدی تمام — کیاں آکو رقاص سب مل تمام
ہر یک نور میں حور پر طعنہ زن — ہر یک چاند لے صاف نازک بدن
صاف
دسیں شعلۂ نورسیاں او پریاں — ولے نھنیاں لٹا کیاں پانی بھریاں
دکھیں سی (جمع) کی (جمع)
ادناریاں اگر نور میں نار تھیاں — ولیکن براہیم کا گلزار تھیاں
ادہر دور ہر یک برگ گل دھرے — ولے کاں ہے گل برگ شکر بھرے
کہاں
دسن ہست انکی ہری جاے پات — ولے کاں ہے ہریاں جیوں آب حیات
دکھتی تھی
دسے زلف انکی ہر یک گال پر — نوں یوں کہ سنبل ہے گل لال پر
لالہ
دیکھت چمک چنچل شوخ انکے چرن — بھلی ایسی سب چنچلائی کے فن
دسیں یو جوانی سوں جوبن نول — امنگ آئے جوں جل تے کنول کے کنول
ابھر بانی سے
کمر انکی نظر نے دیکھیا مگر — جو شرموں لیا ہا اپس مُوں ابر
شرم گئے
انکھیاں نور میں سو سیاں او پریاں — سکل سیس تک سو چھند و بھریاں
جنیاں بولتیاں بھٹیاں میٹھیاں بولیاں — مٹھیاں بولیاں ہور شکر گھولیاں

اتھیاں سب مٹھائیاں سو شاخ نبات ۔۔ ولے روح بخشی میں آب حیات
سکل نازکی میں اتھیاں جوں گلاں ۔۔ اپیں گل اتھیاں ہور اپیں بلبلاں
ہر یک سحر کاری میں کئی دھات فن ۔۔ دھریں لاک میں لاف زہرا منن
ہر یک نازکی جوں کمر بال اتھی ۔۔ ارت بھاؤ میں دُر من دھال اتھی
اتھے ناچ میں ست راہنر کئی زیبا ۔۔ نگینہ اتھا وال اندر کا سبھا
کہاں حیادامن جتیاں تھیاں وتیاں ۔۔ اگر ہوئے دامن میں جلتیاں بتیاں
سکل ناچنے جلد باندیاں کمر ۔۔ اتھیاں نار پتناں اتھیاں نیشکر
کیا مست اوک جلد و ناز سوں ۔۔ بھریاں رنگ رنگاں کے آواز سوں
سو اُس رس بھریاں کی گلے رس بھرے ۔۔ ملک کان رس سن اپس سُدھ ہری
گگن دیکھنے جشن یو سب رین ۔۔ کیا تھا اپس تن پو تارے نین
کئے لس تے دس تاس جب سر بسر ۔۔ ہوا نیند کا مجہ نین میں گذر
اسی نیند میں دیک اٹھیا ایک خواب ۔۔ سینہ سنگ تے خالی نین پر آب
ہوا خواب میں دیک کر بے قرار ۔۔ سو رو نے لگیا دُک سوں میں زار زار
مر اسن کو رونا کہی مجہ شتاب ۔۔ جو روتے ہیں کے مجکوں دیو جواب
کہا نیند سوں ہو کو بے تاب میں ۔۔ سنا ٹک جو دیکھیا اتیا خواب میں

کہ سب اپنے فرزند اے نیک ذات — اُدک مہربانی سوں لے اپنے ہات
مدینہ میں خوش حال پھرتا ہوں میں — سو روضہ کا طواف کرتا ہوں میں
سو ایسے میں اس خواب تے میں ہشیار ۱۰۷ — سو روتا ہوا اس شوق سوں زار زار
یو سن لے چلی مجکوں لے پیار کر — اجالے میں تے یک اندھارے بھیتر
نہ ویسا اندھارا کسی رات میں — اچھے رات کیا بلکہ ظلمات میں
اندھارے میں اس سور اگر جائیگا — تو البتہ واں راہ نا پائے گا
سو ایسے اندھارے کوں سب سیر کر — مجے لیائے یک سین صحرا اوپر
جو باغِ ارم سا اتھا سبز رنگ — گگن اس فراخی انگے بہوت تنگ
کف دست سا صاف میدان تھا — ہر یک ٹھار مرغاں کا الحان تھا
اتھیا یک گنبد صاف میدان میں — کلس جس بلندی سوں اسمان میں
کہ فولاد تیوں محکم و سخت تر — کہ طوفاں کا جس نیں ہے گذر
گر اسپر منگے وہم ہو تیکوں سار — تو چڑنے کوں کئی ٹھار پکڑے اتھا
کرے یک نظر گمید اوپر ال جب — پڑے کھل الیس تے اپیں قفل تب
دیکھیا اس میں تھا ٹانکوں لیوا کے ہات — بندھے تھے طوبیکے زنجیر اسنگات
ہر یک قد و قامت میں ڈونگر مثال — طبیعت میں جوں اژدہا بد خصال

سکل شوخ و بے شرم و بے باک تھے — حرامی او دیو ذات ناپاک تھے
نین انکے چشمے دسیں لھو پڑے — فرشتے بی دیکھے تو انکوں ڈرے
تے تند ہور خشم میں تھے شتاب — کہ بے فکر گر آئے ان پر شہاب
اسی میں اتھا ئیک زندا جدا — جو باندے تھے یک دیو کوں وان سدا
درازی میں یک فیل جو رود نیل — جسے رنگ تھا نیل قد پانچ پیل
مکہ اسکا اندھار رین تے سیاہ — ادک تن تھا زور و ریک سیاہ
جنیاں میں ادک جلد چالاک تھا — کہ جس تے بلایاں کوں سب دھاک تھا
سو اس دیو کوں وان تے او پیر پری — کھلا کر منگائی اپس کن سری
کہی اس رے دیو سرکش حرو — نہ تھی چھوڑتی تجہ و لے کیا کروں
تجے چھوڑتی ہوں تو ان کے سبب — نہیں تو تجے چھوڑنا تھا عجب
انو کوں لیجا کر مدینہ بھتر — خوشی سو تو نوں انپر کہ جا گھر کے دھر
کر اس بھوت تاکید اس بات کا — دلاسا کری مجکوں کئی دھات کا
بزاں یک سکا مجہ دعا استوار — کری اسکے کھاند پو مجکوں سوار
کتے ہیں دعا او جو سکلائے تھی — لکھیا ہوں سو اس ٹھار او آئی تھی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اللّٰھمّ یا دلیل المتحیّرین و یا مجیب دعاء المضطرین
و یا امان الخائفین و یا ظہیر اللّاجین و یا صریخ
المستصرخین و یا جار المستجیرین و یا غیاث
المستغیثین و یا خیر النّاصرین و یا الٰہ العالمین
و یا ارحم الرّاحمین ایّاک نعبد و ایّاک نستعین
و برحمتک استغیث لا الٰہ الّا انت سبحانک انّی کنت
من الظّالمین فرّج عنّی ممّا انا فیہ فانّک تعلم یا کافی
الھمّ و یا کاشف الغمّ یا کافی کلّ شیئ اکفنی ھمّ کلّ شیئ
و اصرف عنّی شرّ کلّ شیئ انّک قادرٌ علیٰ کلّ شیئ
و صلّی اللہ علیٰ خیر خلقہٖ و نور عرشہٖ محمّد و اٰلہٖ و اصحابہٖ
و سلّم تسلیماً کثیراً

مجے لیکو او دیو واں تے اوڑیا — سو ہو گرد باریک ہوا میں چڑیا
پلک کوں پلک لگ لگے نین تلک (ٹک) — اوڑیا لیکو او مجکوں آکاس لگ (چڑھیا)

انتھا اس دعا کیچہ میں دھیان میں | جو آواز آیا مرے کان میں
فرشتے جو پڑتے تھے آواز سات ۴۹، بھی تسبیح کرتے تھے او نیک ذات
سن آواز او دیو نے دھر امید | کھڑیا واں فرشتیاں کا لینے کوں بھید
دسیا سب فرشتیاں کو روشن الگ | کہ آیا ہے شوخی سوں او کھٹم ملک
اُنو پاس یک آگ کا گرز تھا | نہ او گرز تھا بلکہ البرز تھا
دئے مار ایسا چہ یک مار میں | کہ جل کر پڑیا دیو اس مار میں
گیا او تو ناپاک دوزخ بھتر | ولے میں پڑیا پھر زمیں کے اوپر
پہ پچھاڑی ستی وس ہوا میں تباہ | دسیا مجہ نین تل جہاں سب سیاہ
گیا ہوش سب میرے تے میرا سکل | ولے بن قضا جیو نجاوے نکل
قضا باج کچہ کوی کرتا نہیں | قضا باج کیں کوی مرتا نہیں
انتھا اس دعا کا اثر سر بسر | جو او آگ مجہ پر نہ کی تھی گذر
دعا کی برکت سوں سجان مج ۵۰، سلامت رکھیا دیکو جیو دان مج
دعا بہوت مقبول سجان ہے | دعا سوں جتا مشکل آسان ہے
دعا سوں جتے او لیا پائے نور | دعا سوں ہوے ہیں خدا کے حضور
دعا ہے سبھی انبیاں کا حیات | دعا سوں چہ یونس نے پائی نجات

دعاکی لگے ہات کیلی جسے    دو عالم کے ہیں گنج حاصل اوسے
(کنجی)
کہ زنہار حاصل ہر یک مدعا    دعا ہے دعا ہے دعا ہے دعا

اپیانوں تو اے ساقی خوش خرام    پلا خوش صراحی سوں بھر بھر کو جام
(اب)
صراحی مدن روح کا ہے ہما    کہ دولت کوں یو مرغ ہے رہنما

## مقام دوم

زباں کا اپنا کھول طاؤس پر    ہوا اس چمن بیچ یوں جلوہ گر
(اب)
کہ یوں شہ سوں لے تو نسیم انصار    اپس کے مقام دوم کوں سنوار
(میں)
کہ میں اس پچھاڑ سو مدہوش ہو    پڑیا تھا کتیک وقت بیہوش ہو

سو کئی وقت بعد از ہوا جب ہشیار    دکھیا اک بیاباں تھا بسیار
(کنئے)
کہ جس گرد کئی لاک گاؤں نیں    سو جس ٹھانوں میں چھا نو نکا ناؤں نیں

نہ واں مرغ حیوان انسان تھے    نہ پریاں نہ دیواں نہ شیطان تھے

کدی آئے شیطان تو واں ڈرے    بکیلے پنے تے بھی واں جھل مرے
(کبھی)    (اکیلے)
دکھت اس بیاباں کوں سر بسر    نھکے دہم کے یار کے بال و پر

انتھا یا علی تہو سو گوار واں    نہ تھا جز خدا کوئی مجہ یار واں
(بہت)

وسیا او بیابان جب کال مج کیا عرض سبحان سوں حال مج
کہ یارب بنیا میں کدہر جانوں یا مرے گھر طرف باٹ کیوں پانو یا
جو ایسے منے یا علی ناگہاں ہوا پرتے یک مرغ آیا و ہاں
کہ جس مرغ میں رنگ تھے کئی ہزار بزرگی میں سیمرغ سا جثہ دار
کہ جنت کے مرغا پولاف او دھر ہر یک پر زباں کر کو دعوی کر
سو وہ سبز ہور سرخ پر ایک ٹھا دسیں سبز ہور سرخ جوں نو بہار
جسے سبز منقار یاقوت رنگ زمرد تے جس کوں ادک سبز چنگ
دیکھیا یا عجب صنعت سبحان نے زمرد ہور یاقوت یک کھان مے
قضا کا قلم اس لکھیا تھا سنوار دسیں جس میں کئی لاک نقش و نگار
مجے آ کو او مرغ کیتیا سلام کہا کچ نکھا غم توں اپنیک نام
کہ آخر ترے گھر کوں توں جاے گا اپس گھر کے توں لوگ سب پایگا
ہوا میں عجب مرغ کے بول پر نرہ سک پوچھیا اس باں کھول کر
جو کیوں توں ہمار من بولتا سو موتی بچن کے تیئے رولتا
کہا سن کو اسحاق علیہ السلام دعا کر کو مجہ کوں دئے یو مقام
کہ آوے اگر کوی یا باٹ چوک سو اسکوں لگے کیا اچھے پیاس بھوک

کھلاؤں سے ہور پلاؤں سے — سوما رگ وطن کی دکھاؤں سے
انوں کی دعا حق اجابت کیا — تمن بات سی بات مجہ کوں دیا
سو یوں بول لے مج اوڑیا جلد تر — اتاریا سو لیا ایک ڈونگر اپر
بلندی میں کھم رنگ میں جوں شفاف — کہ کوتہ دسے جس انگے کوہ قاف
انھاواں عجب سبز یک مرغزار — درختاں تھے کئی بھانت کے باردار
دسے سبز رنگ آسماں سی زمیں — ستاریاں سے اس میں گل یاسمیں
ہر یک کا لوا جوں کہ جل سیم کا — ورق جدول سبز پر سیم کا
دسیں جل پو بارے تے اس بھانت موج — کہ چنچل کی جوں چک میں غمزیاں کی فوج
دسیں پیچ سنبل کے لالے میں یوں ۹۰ عروساں کے رخسار پر زلف جوں
ہر یک پات پر بوند برسات کے — ہر یک شاخ پر مرغ کئی بھانت کے
جتے مرغ وانکے خوش آواز تھے — فرشتیاں سوں تسبیح میں ہمراز تھے
سجن آئینہ مرغ کے سینے تے صاف — صفائی میں ققنوس پر انکے لاف
انھا گرچہ لالے تمن دل میں داغ — دیکھت باغ مجہ دل ہوا باغ باغ
سو القصہ اوس باغ میں آیا ہوں جب — خوشی سوں مبدل ہوا رنج سب
تب او مرغ زیرک الس ہار پر — سو یک جھاڑ تے پھل لیا توڑ کر

جیسے رنگ رخسار خوباں تے لال — مٹھائی میں محبوب کے لب مثال
خنک تھا عجب وصل کے حال تے — ادک نرم معشوق کے گال تے
سو او پھل اُنے اپنی منقار سوں — کھلایا ادک لیا مجھے پیار سوں
اتھا اگرچہ او میوہ مختصر — ولے میں رہا سیر ہو سر بسر
عجب ہو کو پوچھیا میں اس مرغ کوں — کہ یک پھل تے کیوں مج کیا سیر توں
کہا سیر ہونا تو کیا ہے عجب — نہ ہرگز تجھے پیاس ہور بھوک اب
نہ لگ سی چہل روز لگ اے جواں — اپتا ہنٹ قبلے طرف ہور رواں
سو یوں بول آخر مجھے چھوڑ کر — ہوا مرغ پرّاں ہوا کے اوپر
گیا مرغ جب چھوڑ مجکوں نکل — رہیا میں وہاں یک تماشے بدل
جو ایسے میں آفتاب زریں برن — گیا مرغ کے آشیاں میں وطن
گیا روز کا باز جب چھوڑ باغ — گیا تب وطن رات کا آ کو زاغ
چلیا جگ تے خورشید صاحب جمال — ہوا اٹھم پو روشن چندر کا ہلال
پھلی جب رین سب جو نقشے نمن — کھلے تب گگن کے چمن کے سمن
گگن پر نکل یوں ستارے بکھر — ہرے باغ میں جوں چراغاں دھر
ہوا جب جگت رین تے نیل فام — کیا میں اسی باغ میں تب مقام

کیا بک پہر رین نے جب گذر    دکھیا ناگہاں ایک چشمے اوپر
کنیک جھاڑ روشن ادک آبدار    ہر یک پات دیپک نمن جوت دار
ہر یک جھاڑ زینت میں طاؤس تھا    ہر یک پات جوں شمع فانوس تھا
زبرجد کے پاتاں اُپر با فراغ    پھرے بھی مگر گو ہر شب چراغ
یو دیکھت عجب روشنی بے بدل    چلیا واں کے میں اس تماشے بدل
گیا جس وقت اس درختاں کنے    تعجب سوں کچھ سد نہ رہی مجھ منے
دیکھت صنعتاں پاک پروردگار    ہوی دل پو چ روشنی آشکار
جو ایسے میں واں میں سنیا یک رتن    یک آواز آیا جو انساں نمن
شتابی سوں جا دیکھتا ہوں جو واں    نہ تھا آدمی ذات کا واں نشاں
مگر واں کنیک جھاڑ تھے باردار    کہ پاتاں تے پھل جس ا تھے بیشمار
کرے گرچہ او خوش ادا پا سب    ولے پات یک بھاکے تھے عجب
مجے خوب شیریں ادا بھی کلی    ولے اس سمجنے سمج نا چلی
دیکھت او تماشے عجب سر بسر    کیا حمد سبحاں کی صنعت اوپر
بھی دیکھیا کنیک واں تماشے عیاں    جو کہنے نہ آوی لنو کا بیاں
جو ایسے میں واں خوش بھیا یک پون    بھریا ہر طرف عطر مشک ختن

جو اس باس تے مست ہو سربسر — چلیا میں اسی باس کی کھوج پر

دکھیا میں کنینک جھاڑ دال بے بدل — جو عنبر تے خوش باس دہرتے سکل

ٹیک تے تھے پاتاں تے اس بے حساب — بنداں عطر کے جوں معطر گلاب

نہ او باس کیں مشک عنبر (میں) متے — نہ چندن (بوندھیاں) نہ کیسر نہ پرمل منے

بھلا مرے دل کوں او باس (کہیں) جب — رہیا صبح لگ یں اسی ٹھار تب

گگن (بھلی آئی) جب بھریا صبح پرنور میں — چھپیا مشک تاتار کافور میں

دکھت شیر زریں کوں میدان پر — پچھیا جلد بیش حمل نخاس کر

جو مشرق کا فراش زریں نکل — اچایا بلوریں شمع داں سکل

کیا سور ایس روشنی جب عیاں — کئے (بلند کیا) تب سفر رات کے روشناں (روشن اجرام)

گگن پر سورج آشکارا ہوا — پارس لگ کنچن سنگ خارا ہوا

جگت پر ہوا روز جب آشکار — کیا او تے تنہا سفر اختیار

گیا تھا جو او مرغ سکلا (سکھلا) مجے — سو قبلے طرف باٹ دکھلا مجے

اسی باٹ پر رکھ قدم استوار — چلیا دھر کو امید پروردگار

نہ تھی یک پہل روز مج بھوک پیاس — چلیا رات دن دھر وطن کا (جیہ) آس

کنینک باٹ ہموار تھے ہور فراخ — نہ واں خار و خس تھا نہ واں سنگلاخ (کنکری)

دور سنا (رستہ) درختاں سکل سایہ دار  دسے باٹ سرسبز جوں نو بہار
جتا دشت صحرا ادنا باغ تھا  دلے مجکوں تنہائی کا داغ تھا
انھا بوستاں پر نہ تھے دوستاں  کہ زنداں ہے بے دوستاں بوستاں
نہ کس سات صحبت نہ کس سات بات  نہ تھا جز خدا کوئی میرے سنگات
نہ ہم جنس واں کوئی مجکوں ملے  چندر سور ہمراہ میرے چلے
چندر ہور سورج حال مجہ دیک کر  گلاوے جلاوے گگن کے اوپر
چلیا یو سجہ کی روز لگ بیقرار  بجز حق کی رحمت نہ تھا مجہ اُدھا
انا ساقی وہ دور (یوں ہی) آیا ہے خاص  پلا جام ہور غیر تے کر خلاص
صفائی تے اس دل کوں مجہ پاک کر ۸۵۰ قیامت کے ہولاں تے بے باک کر

## مقام سوم

توں رک کاں اے راست جو زباں  جو یوں ہی مجے یاد یو داستاں
جو بولے علی شاہ سو یوں تمام  تمیم الضاری نے تسرا مقام
جو کئی دن کوں دانتے ہوا مجہ گزر  یکایک آسے جو بیاباں اوپر
جو تھا سرسبز جس کوں جوں خشک ساں  نہ پنکھی کوں پنکھ مارنے واں مجال

نہ واں قوت کوں جھاڑ یک سایہ دار ‏ نہ واں آب شیریں نہ واں مرغزار
اتھا سر بسر سخت دور و دراز ‏ قیامت کے میدان سا جاں گداز
دو رستہ درختِ مغیلاں کھڑے ‏ سو کئی لک نھنے ہور کئی لک بڑے
اگر کئی دھرے پانوں اس چھانوں پر ‏ چبے خار تے چھانوں و تیز تر
سکل دشت جوں دشت الماس تھا ‏ جھڑیا پگ تے میرے رکت ماس تھا
دسیا نیں بجز خشک واں جل مجے ‏ کری تشنگی بہوت بیکل مجے
اتھا دشت بے آب ایسا عجب ‏ جو خضر آئے تو واں اچھے خشک لب
کبھی ہٹ بیاباں پو یا وہموم ‏ سو ہر ہر طرف غول کا تھا ہجوم
نظر جاں کیا ہو کو میں بے قرار ‏ دسے مجکوں غولاں ہزاراں ہزار
ہر یک غول میں کئی وضع رنگ و زیب ‏ ہر یک رنگ میں کئی ہزاراں فریب
ہر یک حسن ہور ناز میں بے نظیر ‏ چنچل انکے حد آہوئے شیر گیر
یکایک انوں میں تے یک بے بدل ‏ مجے دیک کر آئی مجہ پاس چل
اوک پیار سوں مجہ پو او پیار ہو ‏ کہی یوں دلاسے سوں غم خوار ہو
کہ افسوس افسوس اے مرد نیک ‏ چلیا جیو میرا انترا حال دیک
سبب کیا کھڑیا نچہ پو اینک بخت ‏ جو دیکھیا توں ایسا بیاباں سخت

پڑیا کیوں ایسے دشت دلے آب میں ٨٧٠ سو ایسے بلایاں کے گرداب میں
ہوا اس بیاباں میں جس کا گذر گیا جیو تے او سوس نا سوس کر
مرا دل ترے غم سوں ہے چاک چاک کہ دستا ہے توں پیاس تے لی ہلاک
اگر ٹک جو میرے سنگات آئے گا خلاصی توں اس پیاس تے پائیگا
درنگی نکو کر توں بیگی سوں چل کہ یک جل بتاتی ہوں تجہ لیے بدل
سو القصہ دکھلا کو یک صحبہ سرآب (جلدی) چلی یک طرف لیکو مجکوں شتاب
سو میں دل میں امید پانی کی دھر (مجکو) چلیا اسکے ہمراہ چالاک تر
دیکھیا واں تلک جا کو میں جب شتاب (گئے) نہ تھا آب واں تھا مگر یک سراب
دغا سوں چلیا لا کری مجہ ہلاک اتھی یک بلا کی سو ہولاک لاک (لاکھ)
بزاں وانتے او دشمن بد گہر (چلا) نظر گھات کی رک مرے جیو اوپر
مبدل کری حسن اپنا سکل اپس اصل رشتے سوں آئی نکل
پھرائی اپس شکل ہور بھیس کوں کری رات اپس حسن کے دیس کوں
کہ جس شکل کوں دیک شیطاں ڈرے اگر اهرمن ہوئے تو جھل مرے (دلن)
ہر یک دانت خنجر نمن تیز تر سکل نک فرنگاں تے خوں ریز تر (فرنگیوں سے)
دہن غار سا جیب جوں اژدھا نہ ہوئے دیو جنگل تے اس کے رہا

ابھی کچھ یتی زشت رو زشت تن — کہ زشتی ہیں اس نا پدا نا سخن

میں اس غول کے ہول تے بے درنگ — لگیا نھاٹنے ہر طرف جوں خدنگ (نکلتا)

لگی او بلا دوڑنے مجھ دنبال — عجب کچھ گھڑیا سخت مجھ پر او حال (بھاگتے)

نہ چھپنے کو جاگا نہ چلنے کوں تاب — نہ کہنے میں کچھ آئے مجھ پر عذاب

ہوی جب مری طاق طاقت تمام — سو القصہ آخر کوں اے نیک نام

سکیا سو دعا ہیر بڑی کے پاس — میں پڑنے لگیا رک خلاصی کی آس (سیکھا، رکھ)

ہوا اس دعا کا اثر آشکار — ہوی او بلا غیب بے اختیار

پھر پاواں تے خوشحال آرام سوں — کتیک کوس میں جلد خوش کام سوں

ولے پیاس سوں بہوت انتھا ناتواں — جو ایسے میں دوں دور تے ناگہاں

دسیا یک کہستان میں مرغزار — ہوا پرنے مرغاں کتیک بیشمار

انتھا بہوت بے تاب پانی بدل — یو دیکھت گیا واں تلک بیگ چل

دیکھیا واں کتیک جھاڑ تھے بار دار (میوہ) — سو امرت کے چشمے بھرے ٹھار ٹھار

انتھا باغ یک دلکشا بے نظیر — ہر یک چشمہ لذت میں ہم شیر شیر

تناول کیا واں کتیک توڑ پھل — سو یک پیاس پانی پیا بے بدل

سو واں پاکو آرام جوں دل منگے — توانا ہو کر بھی چلیا میں انگے (چاہے، پھر)

یکایک دیکھیا ایک صحرا منے — جو یک کوہ غلطاں مرے سامنے
مہابت سوں آنا انھا یو شتاب — جو اس دیک مجہ عقل نا لیا تاب
نہ اسکوں اتھے دست و پا آشکا — چلے باٹ ہمناتے خوش راہ وا
عجب ہو کیا میں مرے دل سوں بات — کہ چلتا ہے کیوں یو بجز پانوں ہات
مرے دل سو مجہ کوں انھا یو چہ کام — جو اتنے میں او آ مجے کر سلام
کہا کیچہ نکو ہو توں مجہ پر عجب — سمج کر اچھے کچ نہیں ہے سبب
مرا ناؤں توں دیک قرآں منے — کہا دابۃ الارض سبحان نے
کہ جب ہو قایم قیامت کا روز — جو اس روز کا بھی نہایت ہے سوز
زمیں شرق تے غرب یک پاک صاف — کف دست ہوے گی بے خلاف
سرافیل کی ایک پھوکن منے — او ٹھینگے اپس خواب تے سب جنے
اچھیگا تب اس وقت میدان — ہر یک شخص آپی اپن دھیان
نہ ماں باپ کوں عار فرزند کا — نہ خیشاں کوں کیچہ یاد پیوند کا
سو نیڑے کے خاص آفتاب آیگا — دیکھت تاب لوگاں کا سب جایگا
ہر یک شخص کا تن جھڑ اگیا الگ — حرارت ستی خوے سینے تلک
مؤکل جہنم کے سب دھائینگے — سو دوزخ کے میدان میں آئینگے

جتے منکراں دیک کر او سعیر — کہیں اِنَّ ھٰذَا الیومٌ عسیر
سو لیو بینگے ذرّے ذرّکا حساب — ہر یک کوں کہینگے کہ اِقْرَأ کتاب
عمل سب کے جو لکھیں گے میزان میں — کریگا خدا عدل او میدان میں
نہ اس عدل میں ظلم کی باس کچ — نہ کفار ظالم کوں واں آس کچ
مگر او جو کئی حق کی طاعت کیے — سو اخلاص دل سوں عبادت کیے
اچھینگے انو عرش کی چھانوں تل — سنوار بینگے جنت کوں انکے بدل
جنوں کوں جو ایماں کا ہے شرف — سو او پائینگے باٹ جنت طرف
نبی اس وقت پاک پروردگار — مجے اصل صورت سوں کر آشکار
سو یوں حکم فرمایگا مجہ اوپر — کہ مومن ہور کافر میں تو فرق کر
کروں گا میں اس امر کا پا شرف — شقی یک طرف ہور سعید یک طرف
چلیں گے جہنم کوں سارے شقی — سو آوینگے جنت کوں سب متقی
جہنم میں آتش سوں کفار زشت — بہشتی ہو حوراں سوں اعلیٰ بہشت
تجے اس سبب حق نے پیدا کیا — مرا کام یو ہے خبر تجہ دیا
کہا میں بزرگاں کوں اے پاک ذات — مصیبت عجب یو ہے دن رات
ولے رنج و محنت سوں جاتا ہوں میں — ولے گھر کی مارگ نہ پاتا ہوں میں

کہو مجہ اپتا کس طرف جاؤں یاں        مرے گھر طرف باٹ کیوں پاؤں یاں
یو سب سن کہا مجہ او صاحب شرف        کہ اب تب تم جاؤ قبلے طرف
چلیا وانتے قبلے طرف راہوار        اوک دل کوں رک حق سوں امیدوار
اپا ساقی آ دل کوں مجہ دے جلا        سو کشتی میں مجہ بھر کوں دریا پلا
مرد لکی کشتی کی تختیاں کوں ساند        سو او زر کی کشتی کوں او زار باند

## مقام چہارم

طبیعت کے ملاح نے بھر کو ساز        چلاتا ہے یوں اس سمندر میں جہاز
کہ تشنہ سوں کئے اس وضع آشکار        مقام چہارم منیم الضار
جو کے دن چلیا بعد اس باٹ پر        پڑی ایک ڈونگر طرف مجہ نظر
جو خوش شکل تھا ہور خوش آواز تھا        سو کوہ طور سا جگ میں کم یاب تھا
جتے سنگ اس کے دسیں جلتے صاف        دھریں یا روشنائی میں جیو ہر پولاف
سو اس کوہ الوند کے سیس پر        دسی ایک مسجد عجیب خوب تر
جھلکتی اتھی یوں اوک نور سوں        کف موسوی جیوں کہ کہ طور سوں
گیا دل میں خوش حال میں ہو کو واں        کہ ہوئیگا مگر کوئی انسان واں

چلیا خوش ہو ڈونگر کے ایراں میں گیا واں تے مسجد کے بھتراں میں
دیکھیا اس میں یک عابد پیر مرد جو تھا عشق تے گرم دنیا تے سرد
سو دنیا گری شہر کوں چھوڑ کر قناعت کیا حرص کوں توڑ کر
ہوا ہور ہوس حرص کوں کر وداع نہ تھا اسکے منظور جز نقل متاع
انتھا حق کے دیدار کا تشنہ لب نہ تھا اس خدا باج دسرا طلب
انگے جا کو اس کوں کیا میں سلام دیا جاب مجکوں علیکم سلام
کہا کیوں تو آیا ہے خشکی تے یاں کہ خشکی میں جس چل سکے نا یہاں
نہ دیکھیا ہوں میں آج لگ تجہ بغیر کہ کرنا سکے کوی خشکی کا سیر
مگر جہاز دریا میں آتا ہے جب مجے آدمی زاد دستے ہیں تب
پوچھیا ان کوں میں یوں سنیا بعد ازاں کہ چلتا ہے کیوں قوت تمنا کوں یاں
کہے جا توں بھتراں اس غار کے بزاں صنعتاں دیک کر تار کے
گیا واں تے اس غار میں ہو قرار دیکھیا باغ واں ایک چوں نو بہار
اپتے جھاڑ اوس ٹھار تھے گرد اٹ کہ واں نا دسے وہم جانے کوں باٹ
درختاں صفت حق کی کرنے بیاں کئے تھے ہر یک پانا اپنی زباں
ہر یک جھاڑ کی شاخ میوا تے بھر دھریں حق کے سجدے میں سر بھوین پر

بہتے بھوت چشمے اتھے اس میں یوں — کہ فرہاد کے چشم اچھتے ہیں جیوں
سکل باغ میویاں تے پربار تھا — بہتا آب ہور سبز ہر بھار تھا
کتنیک تو رمیوے تناول کیا — سو یک پاک چشمے میں پانی پیا
گئی مجہ تے کئی روز کی بھوک پیاس — گیا سیر ہو پھر کو اس پیر پاس
کہا بیٹ (بیٹھ) اُن پاس میں بادب — کہو کیوں تمارا ہے پوشاک اب
کہے پیر یوں دو برس بعد از ایں — جہاز ایک آتا ہے دریا میں یاں
سو میں دیک (دیکھ) کشتی کوں دریا بھتر — دُھنی (دھونی) ایک بھاتا ہوں اس کو وپر
دھواں دیک کر اہل کشتی شتاب — گلیم ایک نادر ہور یک صوف (ڈالتا) بات
مرے واسطے لیکو آتے ہیں یاں — مجھے دے دعا لیکو جاتے بزاں
یکایک دسیا دور دریا بھتر — نوا چاند جوں آسماں کے اوپر
بزاں پیر کشتی کوں واں دیک کر — دھنی بجائے بیگی سو ڈونگر اوپر (نیلا)
دھواں دیک کر اہل کشتی شتاب — گلیم ایک نادر ہور یک صوف بات
دئے لیا کو اس پیر کوں باتمیز — سچ انکی خدمت کوں جیو تے عزیز
بزاں میں انو کوں دعا کر کو نیک — کہا مجکوں تمنا سو حاجت ہے ایک
کہے کیا او حاجت سو بولو تمے (تمھیں) — تمن حکم پر جیو سوں راضی ہمے (ہمیں)

کہے جب سوں عیسیٰ فلک پر رواں — اہیں تب تے اچھنا ہے میرا سو یاں
ولے کوئی آیا سو خشکی کی سیر — نہ دیکھا انہیم الصاری بغیر
انو کوں تمیں جہازیں کر سوار — ایس سات بستی میں چھوڑ دادنا
یو سب من کو راضی ہوا ایسا بچار — لیا مجہ کئے جہاز پر تو سوار
سبک سیر تھا اس گراں بار سات — چلے جاں کہے موئیں کی موئیں نت بات
ادک جلد تھا گرچہ بے پائے تھا — سو بے پائے نت آب پیمائے تھا
کہے دیک کشتی کوں نوں سر بسیر — کہ یک شہر چلتا ہے پانی اوپر
اگر بیگ جانے کا ہم آپڑے — وہم سات کشتی او کشتی کرے
ستی او مجے لیا کو کر کے اوپر — نکل پل میں گئی یوں سیاں سر بسیر
پھرے جہاز او جوں زن باردار — سو یک پیٹ میں اس طفل کئے ہزار
کرے پانوں لیو پیٹ میں لیکو دھانوں — کہ جوں پیٹ میں سانپنی لیکو پانوں
عجب یو جو یک ماہ نو پر سوار — ہوے تھے سو جوزا ہزاراں ہزار
نرک کاٹ کے اس سواراں منے — بیٹھا میں بھی خوش وقت یاراں منے
سورج کئی دسیں تب تا سوں موج تو — رو پہیری نکٹ صاف چاندنی ہیں جوں
ریں میں زمیں یوں دسے تابدار — دسیں جل پو دیپک ہزاراں ہزار

دیکھت یو تماشے عجب سر بسر — رہیا خوش ہو بیس اس تماشے اوپر
سو لہراں خوشی کی اک فوج فوج — چلی دل اپڑ مجہ جوں کے دریا کی موج
کہ مرجا نکلیاں شاخاں اس نہال بھائے — کلیاں لھو کیاں نکلیاں تھیا مجہ دل لیے
نکل گئی ہے مر دل تے او غم کی بات — رہیاں ہو کو خوش حال یاراں سنگات
چلے یوں نجہ کئی روز لگ سار ہو — ایس میں اپی جئو کے یار ہو
یکایک یک روز دریا بھتر — دسیا ایک ڈونگر عجب سخت تر
سو او کوہ کا ناؤں کہنے رکاہ — انپڑ نا سکے جس پو کس کا نگاہ
سکل کوہ کوں دیک رونے لگے — امیداں ایس دل سوں دھونے لگے
دلاں کوں لگی آگ اس کل منے — چلیا دل ہر یک کا اس او کل منے
ہر یک دل پو بیتیک ہوا یوں عیاں — کہ کشتی پھوٹیگی اتا جا کو واں
یکایک اوٹھیا باد طوفان کا — جو غالب ہے تقدیر سبحان کا
ہوا باد طوفاں سمندر کوں جوش — یو دیکھت گیا اہل کشتی سوں ہوش
بڑاں باد کشتی کوں اس کوہ پر — لیجا کر پچھاڑیا عجب سخت تر
ٹٹے بند کشتی کے لگ اور تمام — تفرقہ ہوئے اہل کشتی تمام
قضا کا ہے سیلاب بیحد کبل — کہ تدبیر تقدیر سوں نیں ہے چل

تفرقہ ہو یاراں سوں میں بسر (جدا) سلامت رہا ایک تختے اوپر
نہ یاراں میں واں کُئی (کوئی) مددگار تھا انھا میں یکیلا (اکیلا) خدا یار تھا
کتیک روز مو جاں سوں پامال ہو بہنا تھا میں تختے پو بے حال ہو
یکا ایک یک روز باد شمال سٹیا لیکو کر کے پو مجکوں سنبھال
تیتا (اتنا) مجکوں سردی کری تھی اثر جو میں کیاں (کہاں) پڑیا تھا نہ تھی مجہ خبر
پڑیا تھا میں کی وقت لگ آپ تا برستا انتھا مجہ اوپر آفتاب
ہوا جب میں سورج کی گرمی سوں گرم (کتنا) چلیا اوٹھ کتیک باٹ میں نرم نرم (آہستہ)
سو اپڑیا (پہنچا) کتک روز پر ایک ٹھار جو خرمے کے تھے جھاڑ واں بیشمار
عجب جھاڑ خوش قد و پُربار تھے شکل خوشنمائی میں بسیار تھے
توں بولے ہر یک جھاڑ کے سین پر ستاریاں کی جھیلے بندے تھے مگر
بھٹا ایک چشمہ انتھا اس تلار (نیچے) کہ امرت سدا جن تے مانگے اودھار
بزاں لے او خرما تناول کیا سو اس پاک چشمے تے پانی پیا
انتھا پیاس ہور بھوک تے ناکام (ہیں) تو انا ہوا پا کو آرام میں
سو اس روز آسودگی کے بدل (لئے) رہیا پا علی ہو انچہ اس جھاڑ تل
انا ساقی او لیا شراب کہن جو سٹتا اگن اتر (وہیں) وہاں کے تن

کہ نا دم بدم پی کو او جام خاص　　اچھوں غم کیے میں انن دکھاتے خلاص

# مقام پنجم

قلم کا بھوجنگ سر الپس کا اُبھار　　کیا اب جواہر کئی یوں آشکار
جو شہ سوں کہے یوں سراپا تمام　　تمبم الصاری نے پنجم مقام
کہ آخر کوں اپنڑ یا وہاں روز جب　　اونار یا گگن پردۂ شام جب
پڑی جس وقت بنیاد ترکاں کی دھال　　گیا زنگ کا بادشہ حال حال
شہ ترک سنک تے دھسنے لگیا　　تو زنگی نے لب کھول ہسنے لگیا
جو سورج کا کنچن ہوا لے نشال　　دسیا تب شفق لعل رومیا کے لعل
کنچن شمع جیو گئی ٹھنڈی ہو نکل　　رد بیری شمع داں سلگے سکل
چھپا غرب میں جوں گہر آفتاب　　بھری درج میانی او دُر خوش آب
جواہر کا درج کھ ہوا جب گگن　　رین نار گوہر کا پینی برن
سیاہی بھری آ کیے چار جام　　زمیں عنبریں آسماں مشک فام
سو ایسی سیہ شب میں اُن یک رتن　　او جالا دسیا جیو کو شعلہ من
ہر دل میں ہو لیا اجالا او دیک　　اگر دھنگراں کی جماعت ہے ایک

کہ جانیکوں ٹھنڈ آگ سلگائیں — سو آنیکوں گرمی دُھنی بجائیں
سو البتہ او باٹ دکھلائیں کر — چلیا اس جا لے طرف رکھ نظر (دھوا)
کیا جب نظر ہور کیا خوف واں — نہ تھا کچ بی واں آدمی کا نشاں
کتیک دھیک ہیرے انھے کھان کے (کان) — کتیک لعل یاقوت مرجان کے
اتھا جو اجالا او دستا سو واں — کہا میں یو سب دیک کر بعد ازاں
جو کس کوں خبر بھی نہیں تا ہائے — جو یو بے بہا لے بہا ہات آئے
کتیک وانکے جوہرا جا کر لیا — مرے دل کوں میں پند لو کر دیا
یو کیا حرص غالب ہے انسان پر (اُٹھا) — جو دھرتا مرے لگ طمع سربسر (اس طرح)
سو ہیں حرص کے حرف خالی تمام — اسی تے حریصاں ہیں خالی مدام
طمع خوار کرتی ہے انسان کوں — سو لیاتا ہے پھاندے میں حیوان کوں
پڑیا ہوں سچ میں آ کوکس ٹھار پر — کہ جاں جانور مارتا نیں ہے پر
مجے کام آتے ہیں کیا گوہراں — جو لگتا ہے جاں جیو کا گوہر گراں
مجے منیچہ یو سب ملامت کیا — بڑاں وانچہ او لعل سٹ کر دیا
جو اپنے میں یک اژدہا عظیم (میں اپنا) — کہ جس شکل میں کئی عذاب الیم (دنیا)
وسے یوں اگن اسکے مکہ کے بھتر — توں لوکہ سلگیا ہے دوزخ مگر

سواس مکہ تے جا لگت جو بھو کے چلے کچا ہور سکا اس تے ملکر چلے
دیکھیا میں اسے او مجے دیک کر لگیا دوڑ نے نیٹ میرے اوپر
زرخ دل مرا اڑ سو در زاں ہوا سکل آنگ جوں بید لرزاں ہوا
انتھا صامید انہ چھپنے کوں ٹھانو بندیا اسکی دہشت تے چلنے تے پانو
دھنڈیا واں جتا باطن آشنا کا ۱۰۵۰ وعا باج دوجا نہ پایا ادھار
سکیا تھا دعا پیر پیری کے پاس سو پڑنے لگیا حق کی رکھ دل میں آس
کیا اس دعا کا برکت اثر ہوا غیب اژدھا زمیں کے بھتر
ولے اسکی دہشت تے بے اختیار چلیا وانتے میں ولیں ہور راتچار
نہ قوت بدل قوت کا ناؤں تھا نہ راحت بدل چھپانو کا ٹھانوں تھا
نہ رہنے کوں بستی نہ چلنے کوں پانو نہ جاگوں تو راحت نہ سونے کا ٹھانو
سواس درد غصّے تے ہو بیقرار گیا میں یک جھاڑ کے میں تلار
جو کئی سال میرا یو حال ہے ہریک روز میرا یو کئی سال ہے
مگر کچھ کیا ہوں گناہِ عظیم کہ ہر روز ہے مجھ عذاب الیم
سو عالم کوں جینا تو اپروپ ہے مجے تو انا موت محبوب ہے
کیا یوں زمانے نے بے حال مجھ ۱۰۶۰ ہوا ہے زمانہ اب آفت کا ل مجھ

اول دیکو کشتی سوں لشتی مجے | بچھاڑیا ہی بھی کون کشتی مجے
عجب اس زمانے کی ہے سخت چال | جو پیاسے ادھر کوں دکھا کر زلال
پیٔے نین تلک پھر کو کرتا ہے گھات | سو لیتا ہے پھر چھین آب حیات
وسی یک کدی محکوں او کل شکار | جو اس بیچ چیں خار چندیں ہزار
کدی یک نہ پایا ہوں میں یک خوشی | عوض اسکے ہے لاک محنت کشی
نہیں غم سہنے کا اتا مجہ میں تاب | کہاں لگ میں اس دھات سوں عذاب
اتا جیو مرنے پو دھرنا بھلا | جو اس غم کے جینے سوں مرنا بھلا
سو یوں بول واں جیو دینے منگیا | اپس کوں اپی مار لینے منگیا
اتا ساقی او جام خوش دھات دے | سو ایسی کف ریسماں ہات دے
کہ تا کاہ میں لیکو او ریسماں ۱۰۷۰ | چڑوں یک بلندی او پر بے گماں

## مقام ششم

اتا سن توں یو داستاں نامدار | جو کرتا ہے راوی یوں آشکار
جو اپنے مقام ششم کا بیاں | کیٔے یوں تمیم انصاری عیاں
کہ جب درد غصے سوں میں ہوں نحس | منگیا جیو اپر گھات کرنے اپس

شتاب اٹ کو ڈھنڈنے لگیا چوبِ سنگ    کہ تا مار لیؤں اپس بے درنگ
جو ایسے میں پیدا ہوا ایک جواں    کہ تھا خوب رو ہور شیریں زباں
کیا تھا اپس تن پو دنیا لباس    جو اس دیکہ دہشت گئی مجھ تے نھاس
بتیا خندہ رو گل نمن تازہ تر    ہوا دل گلستاں اسے دیک کر
مرا ناؤں لے آکیا مجہ سلام    کہا کچہ نہ کھا غم توں اے نیک نام
اپن جیو پر قصد کرنا ہے کے    ہوس مرگ کی دل پو دھرنا ہے
توں مارگ وطن کی انا پائیگا    سلامت تے نزگھر کوں توں جائیگا
بتیا رنج تیرے توں ضائع نہ کر    اتیا یاں تے نزدیک تیرا ہے گھر
کیا ہوں اسے میں سنے بعد ازاں    کہ تیرے پو رحمت اچھو اے جواں
جو کر بات مجہ اس پریشاں نگات    دلاسے سوں بخشیا توں تازی حیات
بچھڑ گھر سوں مجکوں ہوئے بہوت سال    کہوں کیا جو کیا سخت ہے مجہ پو حال
قبیلے کوں میرے مجے کر جدا    دیا چرخ یوں چرخ مجہ کو سدا
جتا رات ہور دیس جاتا ہوں میں    تو مارگ وطن کے نہ پاتا ہوں میں
جھجی ہار اس غم تے میری سکل    ولے کاش جاتا نہیں جیو نکل
سدا دل مج اس غم تے رنجور ہے    زمیں سخت ہور آسماں دور ہے

سو ساحر کے تن کے نین دیک اب — سو یاں ہو کو سلتے مرے بال سب

مرے تن میں کانٹا ہر یک بال ہے ۱۰۹۰ ہر یک بال میرا مجھے کال ہے

اجل بی دیکھو بیگ آتی نہیں — یو دم یک رہیا سو لجاتی نہیں

ہوا ہوں مگر ضعف سوں یے نشاں — تو پاتی نہیں ہے اجل مجھ یہاں

اہے خلق جیتے کوں یو دوست دار — کہ یو درد تاز اہے دور و دراز

یوسن بھی ولا سے سوں بولیا مجھے — کہ تجھ گھر کوں اپڑا نونگا میں تجھے

اتا کچ نکو ڈر توں اے نیک ذات — کہ مجھ سانگاتی ہے تیرے سنگات

کروں گا تجھ ایک ملک کا بادشاہ — اگر شرط میری رکھے گا نگاہ

مری شرط سو یو تجھ ہے والسلام — کرے توں جو کچ میں کہوں سو کام

یوسن شرط خوش ہو دیا میں جواب — کہ جو توں کہے سو کرونگا شتاب

بغیر از ترے حکم میں ایک کام — نکر سوں مری شرط یوں ہے تمام

کہیا اس سوں جو شرط میں سربسر ۱۱۰۰ ہوا بھوت خوشحال میرے اوپر

بزاں مج کہیا یا تجھ اچھے توں سنبھال — یدی جا کو آتا ہوں تج پاس اتال

سو بول یوں جا ایک لحظے منے — طبق ایک لیا یا عجب مج کنے

اتھا گونہ گوں اس طبق میں طعام — بھی میوے حسن کے تحفے تمام

او نعمت ہور میوے کھلایا مجے　　سو لیا آب شیریں پلایا مجے
اسی شرط پر ہے توں ثابت قدم　　کہا ہوے ثابت ہوں میں دمبدم
سو یوں مجہ تے اقرار لے استوار　　دیا کاڑ یک ریسماں گرہ دار
کہا رک جتن بہی تری جیو سوں بند　　کہ جاں جس وقت مجکوں پڑے گزند
توں یو ریسماں سٹ مرا انگ پر　　کہ جیو داں میں پانو نگا سر بسر
انگے ایک بڑا کام ہے مج ضرور　　سو او کام کرتا ہوں تیرے حضور
مرا کام جب ہو یگا تب تمام ۱۱۱۰　　کروں گا ترا کام میں والسلام
زمیں پر سو یوں بول غلطاں ہوا　　دیکا ایک یک مرغ پراں ہوا
ہوا قد و قامت سو عنقا مثال　　کہا تو پکڑ پانوں میرے سنبھال
میں اس مرغ کے پانوں پکڑیا شتاب　　ہوا پر اوڑیا لیکو مج بے حساب
سو دو روز بعد از ہوا نے اتر　　اوتارا مجے لیا کو یک کوہ پر
جو خشکی میں تھا نیم دریا میں نیم　　کہا یک گھڑی اچہ توں یاں اے سلیم
یدی جا کر آتا ہوں یوں کر گیا　　سو ناچار اس کوہ پر میں رہیا
کتیک وقت گذرے یو آیا او تے　　سو میوے کتیک خاص لیا یا او نے
سو میوے کھلا مجکو یو لیا شتاب　　کہ ہاں بہی پکڑ پانوں میرے شتاب

نوے کئی دلاسے بھی پیدا کیا مجے اس دلاسیا سوں شیدا کیا
انا ساقی او جام لیا بے بدل کہ جستے کھلیں خوش دلاں کے محل
پلا دمبدم مجھ کو او صاف جام کہ دل کے کھلیں قفل جستے تمام

## مقام ہفتم

خرد کا اوڑیا مرغ یوں کھول پر جو اس آستانِ بلند کے اپر
کہ بولے تمیم انصاری تمام علی شہ سوں یوں کھول ہفتم مقام
کہ ہیں اس دلاسیاں سو خوش ہو عجب کیا قید اس مرغ کے پانوں جب
تب او مرغ زیرک چلیا بے حجاب مجے اس دریا پر تے لیکر شتاب
سو دو روز بعد از ہوا کے بھتر دسیا یک جزیرا عجب خوب تر
فراخی منے تھا ارم سا عظیم جو فردوس کے باغ سا خوش نسیم
انھا اس جزیرے منے یک محل عجب خوش نمائی منے بے بدل
سو یک قفل اس در پو تھا سخت تر لکھے دو کلیمے سو اس قفل پر
اول یک محمد پو ایمان کا بھی دوسرا کلیمہ سلیمان کا
ہوا مرغ غلطان اسی قفل وپر اول سار کا پھر ہوا نوجواں جیا

پوچھیا مجہ کوں ثابت ہے اس شرط پر   مجے کام سوں اسکی نیں تھی خبر
کہا ہوے ثابت ہو میاں اے جواں   نکو رک تو اس بانات میں کچ گماں
جو تاکید کینا ہے قرآن میتے   وفا عہد کا پاک سبحان نے
ہمیں دین کے حکم سب ہیں رتن   سو ہے ایمیں یک شرط کرنا جتن
یو سن بات خوش ہو ہوا بے ہراس   گیا لے شتابی سوں اس قفل پاس
یزاں کاڑ الس کن تلے یک ریسماں   پھرایا جو اس قفل پر او جواں
چلیا لیکو مجہ اس محل کے بھتر نکال   دکھیا اس محل میں عجب یک ہنر
کہ اس یک محل میں اتھے نو محل   سو سو ہر ہر محل کئی نگہ کے بدل
اتھے دیو شیطاں کھڑے سو ہزار ۱۱۴۰ جو تھے سانپ ہور کژدماں بیشمار
شیاطین ہور مار کژدم تمام   سو دوڑے ہمن دیکہا ہے نیک نام
سو یوں دیک بولیا مجے او جواں   سٹو اس بلایاں اپر ریسماں
کہ تا باٹ چھوڑیں بلایاں تجے   ضرر کچ نہ دیویں تجے ہور مجے
کہا جوں اتھا پند مجکوں جواں راستہ   سٹیا اوس بلایاں طرف ریسماں
سو اور یسماں دیک کر با ادب   دیاں باٹ ہمنا بلایاں سب بھی
أنا دمید هم ساقی لیا ونبید   که هل من مزید هم هل من مزید

میں جم جم ہوں جم جام کا مشتری      کروں تخت جم کا ہوا انگشتری

## مقام ہشتم

روانی کا زرگر جو تھا دور بیں      رکھیا یوں اس انگشتری پر نگیں

جو یوں شہ سوں بولے تمیم انصار      ایس کے مقام آٹویں کا بچار

کہ چھوڑیاں بلایاں ہمن یاٹ جب ۱۱۵۰ گئے سیر آٹو محلاں کو تب

رکھے جب محل نہم میں قدم      دسیا او محل جوں گلستان ارم

دھرے تھے مکلل وہاں بیک تخت      ستیا تھا اس اوپر ال یک نیک بخت

اس انگشت میں تھی یک انگشتری      دسے روشنائی میں جوں مشتری

جو اس تخت کے پاسباں باشرف      اتھے اژدھا دو سو دو نو طرف

پوچھیا میں اسے تب یو سب دیک کر      ستیا سو جو او کون ہے تخت پر

ینے دیو ہور اژدھا کیے ہیں یاں      توں کیے یاں سوں آیا ہے کر سچ بیاں

کہا اسنے سو انو کا ہے نام      سو مہتر سلیماں علیہ السلام

توں یاں دیو شیطاں جو دیکھیا جتے      سو اس مرد کے پاسباں ہیں دتے

میں اس سب منے ہوں قوی ناتواں      جو اس سب کوں کر زیر آیا ہوں یاں

انگوٹی جو دستی ہے اس ہات میں — عجب کچھ قوی ہے کرامات میں
بلایاں جتیاں جو اہیں یاکسپت — اس انگشتری کیاں ہیں سب زیردست
دیا ہے اس انگشتری ذوالجلال — سو کیتا ہوں میں کاڑ اسکوں اتال
بڑاں دیو شیطان جن و پری — اچھینگے مرے حکم میں سرسری
سو کئی سو برس تے مجے روز و شب — اس انگشتری کا ہے دل میں طلب
تو اتنے مشقت سوں دھایا ہوں میں — بتے رنج محنت سوں آیا ہوں میں
کہا میں یو سب سن اے دُنا بے جواں — ہوا کیا جو سختی تے آیا ہے یاں
یو انگشتری کیوں تجے آئیگی — سلیماں کے کیوں ہات تے جائیگی
مبی کوں کہاں باک شمع کا تاب — کہاں شب پرک ہور کہاں آفتاب
ہما کے برابر نہ ہوتا ہے زاغ — نہ ہر بوند ہووے گوہر شب چراغ
نہ ساجے ہر یک سیس پر تاج زر — نہ ہر یک کمر پر کمر بند زر
نہ یاقوت ہوتے ہیں سارے پتھر — نہ دھرتی عنبر ہر خندق کی مگر
نہ ہر سر سزاوار ہے تاج کوں — کتے تاج کوں ہے کتے باج کوں
یو سُن ھچہ کہا یوں نہ ہو نا امید — نکو کانپ دہشت سوں جوں شاخ بید
مرے کام پر اچہ توں ثابت قدم — بھی کس بات میں توں نکو مار دم

اور رہ

توں ثابت قدم اچہ تری شرط پر      بھی کچھ زیاستی بات مجہ سوں نکر

کیا اسکی دہشت تے ہیں او قبول      ولیکن ہوا سخت دل میں ملول

چلیا ولتے شوخی سوں او شوم بخت      سلیمان کا سار ہونے کوں تخت

گیا جلد او تخت کے پاس جب      سٹی اس اپر اژدہا اک تب

پڑیا ہو کو بے ہوش تب او جوان      سٹیا اسپو میں دور او ریسمان

پڑی ریسماں اسکے اپر ان جب ۱۱۸۰ ہوا او جوان پھر کو ہشیار تب

دوجے بار بھی سار ہونے چلیا      بھی اژدہا سٹیا اک سوں تلملیا

بھی اس پر سٹیا جلد میں ریسماں      سو پایا جوان پھر کو تاب و تواں

کیا قصد بھی پھر کوئی لاک لاک      منگے اسکوں کرنے کوں اژدہا ہلاک

سٹیا تب انو کی طرف او جوان      اپس پاس تے کاڑ یک ریسماں

دئے بات تب اژدہا با ادب      گیا او جوان تخت اپر ال تب

کہا او ٹہ خوشی سوں بڑے بخت مج      جو آیا سلیمان کا تخت مج

نہ اس تخت کوں ہو سکے کوئی قریب      کسے ہوئے مجہ باج ایسے نصیب

اچھوں کیوں نہ خوشحال ہور شاد شاد      سو پایا ہوں کئی سو برس کی مراد

بزاں بیٹھ شوخی سوں یوں بول کر      رکھیا کاڑ نے ہات انگوٹی اپر

سو ایسے میں ہوئی ہانک یک ہولناک　　گگن ہووے جس ہول تے چاک چاک

زمیں نا سکے سوں جس کا گزند　　سنے پر پھٹے کوہ کے بند بند

سنے گر دھمک اس کی جن و پری　　تڑک جا کلیجا لگے تھرتھری

سنیا جب جواں ہانک ایسی کٹھن　　گیا ہوش اسکا سب اس تے نکل

پڑیا سر نگوں تخت تے سد گنوا　　کلیجا تڑک دل تڑک بد گنوا

لگی جب اسے پانک کی سختیاں　　دیا کئی غذا بول اپس کا پراں

اودک تلکھلی سوں دیا جیو جب　　میں دیکھت عجو بار جیا ڈر عجب

سو ایسے میں آیا ندا بے حساب　　کہ ہاں اے تمیم الضاری شتاب

نکل جاکے آیا ہوں اس کے سنگات　　سنیا کے تو اس دیو سرکش کی بات

جتے سرکشاں میں تو باغی ہوا　　نہ اس دیو سا کوئی طاغی ہوا

کہ مہتر سلیماں جداں تھے حیات　　تداں سوں یو باغی ہے ناپاک ذات

یو قوت میں دیواں پو غالب اتھا　　سدا اس انگوٹھی کا طالب اتھا

تو شوخی سوں اس تخت لگ آئیا　　سو ناچار اپنا کیا پائیا

محمد کی عزت بدل ذو الجلال　　بچایا یا تج اس ہانک میں تے انال

اگر اس سے رکھیا نہ ہوتا سبب　　تو بیچ جان تج بانچنا تھا عجب

یو سب سنکو پوچھیا اسے میں نتاب　　کہ توں کون ہے سو مجھے دے جواب

کہانانوں میرا توں جبرئیل جان  مرا کام سب امر حق سوں پچھان
کہا میں کہ جانو نہیں جبرئیل  مرے دل میں یو کچ نہ تھا قال و قیل
مرے گھر کی امید سوں اس سنگات  پھریا رنج و محنت سوں میں دن رات
کہو یاں تے کیوں اب نکل جانوں میں  خلاصی بلایاں تے کیوں پانوں میں
کہے جبرئیل یوں مری بات سن  اتا کام یک کر مری بات سن
دوجی یک انگوٹھی ہے اس تخت تل  سو توں او انگوٹھی اچا لیکو چل
کہ اس میں تجے نفع بی ہویگا  سو تج مشکل آسان سب ہویگا
بھی لے توں اپس پاس ورسیاں  جو اس اژدہا پر سٹیا او جوان
توں جس باٹ آیا ہے اے مرد شاب  اسی باٹ سوں پھر کو جانوں شتاب
مجے جبرئیل یوں کئے حکم جب  ڈھونڈیا تخت تل میں انگوٹی کوں تب
لیکا یک دسی او جو انگشتری  کہ جس سوں خجل زہرہ و مشتری
لیا میں او انگشتری جلد تر  کیا کام جبرئیل کے حکم پر
مجے حکم بھی تھا سو اور یسماں  اوچا لیکو واں تے ہوا میں رواں
مج انگشت میں دیک انگشتری  لگی اس بلایاں کو سب تھرتھری
بلایاں اتھیاں گرچہ بے تاب سوں  ادب سوں دیاں باٹ آداب سوں

دیاں باٹ ہو نرم مجہ ویک کر نہ حملہ کیاں کچ بھی میرے اوپر
دیکھیا میں عجب اس انگوٹی میں کام بھرے تھے مگر اسم اعظم تمام
او مارگ تو نکلے سب بلا یاں کہاں کہ جاں نے سلامت نہ جاوے گماں
ولے حق تعالٰے کے آدھار تے سلامت گیا بھار اس ٹھار تے
انا ساقی او شاہد گلعذار ملا لیا کو شیشے کے ہاہر تے بہار
جو شیشے میں ہے او می لعل گوں کہ پردے منے خوب محبوب جوں

## مقام نہم

معانی کا رضواں لیا تھا بہار لطافت سوں اس حور کوں یوں سنوار
جو بولے تمیم انصاری سکل مقام نہم اس وضع بے بدل
کہ آیا میں جب اس محلاں تے بھار رکھیا باٹ پر تب قدم استوار
چلیا دک میں رک دل میں آلو دہ میں جنگل بر جنگل کوہ بر کوہ میں
کتیک روز بعد از ہوا جج گذر یکائیک یک سبز صحرا اُپر
دسیا مجکوں صحرا میں واں یک محل جو تھا خوش نمائی منے بے بدل
کیا جب محل پر نظر سو بسو دیکھیا اس پو یک دختر خوب رو

دسی یوں بلند اس چھجے کے اپر ۔۔۔ کہ جوں آسماں پر پنچم کا چندر

اتھی سیس نیچے تک تک جوں پری ۔۔۔ ولے کاں پری میں یتی دلبری

اودختر مجے دیک اتری تلار (نیچے) ۔۔۔ مرا ناؤں لے مجکوں بولی پکار

کہ آؤ و تمیم انصاری ادہر ۔۔۔ مجے تجکوں یک پوچھنا ہے خبر

کہ اودیو تجکوں لجا یا اتھا ۔۔۔ ہوس خام دل میں پکایا اتھا

سلیماں کی رک سلطنت پر ہوس ۔۔۔ لجایا تھا تناکوں ہمراہ اپس

سو سچ بول واں جو لجایا تجے ۔۔۔ ہوا کیا اسے سو خبر دے مجے

جب اس بھانت سوں پوچھی مجہ سیاں ۔۔۔ میں دیکھیا سو قصہ کہا سب عیاں

سنی جب سلیمان کے تخت تل ۔۔۔ دیا جیو انے اس انگوٹی بدل

کہی تب کئی بار کئی دھاٹ سوں ۔۔۔ منع کی تھی میں اسکوں اس بات سوں

کہ مہتر سلیماں ہیں حق کے رسول ۔۔۔ نکو جا مری بات کر توں قبول

مری بات نا سنکو شوخی سنگات ۔۔۔ گیا ہور کیا اواپس جیو پو گھات

بزرگاں سوں چلتا جو کُئی رضا لیے ۔۔۔ سو در حال پاتا ہے اپنی سزا

جو کُئی آسماں پر اوڑاتا ہے خاک ۔۔۔ وہی خاک سر پر ہوے شک ہلاک

توں حد تے نہ رکت بھار اپنا قدم (باہر) ۔۔۔ اپس دل کوں سکلا ادب دم بدم

جو کوئی اپنے دل سوں خبردار نیں　　کسی کے کہے سوں ادب وار نیں
ایس کوں اپی چن سکا یا ادب　　وہی جگ ہیں خاص مقبول رب
کہی جب او دلبر نے یاتاں سنوا　　کیا اس پو ہیں آفریں بے شمار
بزاں اس کوں پوچھیا کہ اے نیک فال　　مرا ناؤں توں کیوں پچھانی آنال
لطافت سوں یوں تب کہی مجہ جواب　　کہ توریت کی ہیں پڑی ہوں کتاب
کہ دیکھی ہوں توریت میں یو خبر　　کہ انسان کا یاں نہ ہوے گذر
محمدؐ نبی کا مگر ایک یار　　جو اس ناؤں اچھیگا نعم الصار
اسی شخص کا ہوئیگا یاں گذر　　بغیر سے گذر کوئی دسرا بشر
موافق خبر کے پچھانی تجے　　انا ئیک تجسوں غرض ہے مجے
کہ توریت ہے حق تعالیٰ کی بات　　محمدؐ کی دیکھی ہوں اس میں صفات
محمدؐ نبی سرور سروراں　　حبیب خدا ختم پیغمبراں
نبی سب ستارے ہیں او آفتاب　　دو عالم کوں ہے ان سوں پر نور تاب
سکل انبیا کے او سر تاج ہے　　کہ جس کوں شرف حق تے معراج ہے
محمدؐ کوں ہے سب نبیاں پر شرف　　اس امت کوں سب امتاں پر شرف
میں آنے جو منگتی ہوں اس دین میں　　کہ جل پر نہیں بات کچھ بین میں

کہ کلمۂ شہادت سکاؤ مجے سو اس دین کی رہ دکھاؤ مجے
سعادت منتے راست پایا اسے کہ کلمۂ شہادت سکایا اسے
جب اُس دل میں روشن ہوا یو چراغ دل اس کا خوشی سوں ہوا باغ باغ
بزاں اس کو بولیا کہ اے سیم بر توں یاں آئی ہے کیوں سو مج دے خبر
کہی میں ہوں یک دختر بادشاہ کہ تھا صاحب تخت و تاج و کلاہ
جسے خیل لشکر اتھا بے شمار اتھے حکم تل اس کے کئی شہریار
مری ماں اتھی بھوت صاحب جمال نہ تھی حسن میں کوئی اس کی مثال
مری ماں کے میں پیٹ میں جب اتھی جو یو دیو پر فتنہ و لعنتی
ہوا عاشق اسکا جو دیکھیا جمال اڑا کر اسے لیا رکھیا یا سنبھال
سو میں یانچہ پہنچی ہوا یے نیک ذات مری ماں کتیک دیس کوں ہوئی وفات
رکھیا مجہ کوں او دیو جیوں تے جتن سو پالیا انے مجہ کوں دختر منن
جتے دیو یاں کے جو تیز و چپل دیا سب کوں کر زیر مجہ حکم تل
بزاں سب یو قصہ مجے بول کر چلی لیکو مجہ اس محل کے اپر
رکھی مجہ کتیک روز او نیک نام سو مہماں نوازی سچا لیا تمام
ہوا مست اس پیار کے جام سوں رکھیا واں کتیک روز آرام سوں

کتیک دن ہوے بعد ازاں ایک روز ‫ کہا اس کوں اے دخترِ دل فروز
خبر لے اتا کچ مرے حال تے ‫ کہ چھوڑیا ہوں گھر دار کئی سال تے
جنتی باٹ چلتا ہوں میں قصد کر ‫ نہ پاتا ہوں میرے وطن کی خبر
مرا دل دک غم سوں پامال ہے ‫ یک یک روز مجہ پر کتیک سال ہے
سُنی جب مرے حال کی یو خبر ‫ انجو مینگ برسائی مجہ حال پر
کہی تب دلاسے سوں خوشحال اچہ ‫ نکو توں اتا غم سوں پامال اچہ
ترے گھر کوں دو سو برس کی ہے باٹ ‫ توں بے غم ہو اب دل نکو کر اچاٹ
کہ ایسے ہیں دیواں مرے بل منے ‫ جو انیڑ ایں تجہ گھر کوں یک پل منے
بنی دور سُن باٹ بے اختیار ‫ مرا حال غم سوں ہوا زار زار
سو فی الحال مجہ حال یو دیک کر ‫ کری حاضر یک دیو چالاک تر
کری اس کوں تاکید نت یو حساب ‫ کہ انیڑا دینہ کوں انکوں شتاب
نکو کر توں اس تا میں کچ درنگ ‫ شتابی سوں جا جیوں پرندہ ترنگ
کہا دیو او باٹ بی دور ہے ‫ یوں جان شتابی سوں معذور ہے
سو ہفتے میں یک واں تلک جانو لگا ‫ انوکوں سوانیڑا کو پھر آؤں گا
بڑاں لطف ہور پیار سوں او نگار ‫ کری مجہ کوں اس دیو اوپر سوار

مجھے لے اڑیا ولنتے اوبد خصال — ہوا ہیں چو یک تند بارے مثال
سو گئی دور لگ جا کو او بد گہر — کیا قصد میری ہلاکی اوپر
مجہ انگشت میں تھی او انگشتری — دعا مجہ سکائی تھی او پیر پری
یو دو چیز کام آئے اس ونت پر — تو او دیو نیں دے سکیا مجہ ضرر
و لے لے چلیا اس دریا کے رخن — کہ جاں جہاز پھٹ کرڈ بے بھوت تن
مجھے ایک تختے پو پروردگار — لگا لیا انخفا اس سمندر نے بھار
رحیا آ کو آخراسی کوہ پر — ۱۳۰۰ کہ کشتی پھٹی تھی جسے بیٹھ کر
سو اس کوہ دریا کوں ہیں یک سبب — کہا دل میں یا رب بنیا ملک سب
پھر اکر قضا مجکوں لیائی ہے یاں — لکھیا کچ مرا مجہ نہ دستا عیاں
سو القصہ اس غم سوں ہو زار ناک — کہا اس نکو کر نوں مجہ کوں ہلاک
مرے گھر کوں لے چل مجے یک نسنگ — توں اس کوہ پر کے کیا ہے درنگ
یو سن مکر سوں یوں دیا مجہ جواب — کہ سکتا ہوں میں بیاتنے جانے شتاب
و لے یک قوی سخت دیو عظیم — سو اس کوہ کے سبس پر ہے مقیم
مجھے ہور تجھے دیک او ہولناک — مجھے ہور تجھے مل کریگا ہلاک
دوجی بات بھی نیں جو اس بات توں تھا — بڑی مکر ہے یاں تے کیوں باپا لوں کیونکر

یو سن بات پوچھیا اُسے میں نشتاب ... جو کرنا انا کیا سو دے مجہ جواب

کہا ہے انگوٹی تجہ انگشت میں ... سو دے اب ایک ساعت مرمشت میں

جو تا اس انگوٹی کوں ہت لے مگر ... کروں گا میں اس دیو پر تے گذر

ترے گھر کوں نپڑا ونگا تج سنبھال ... نہ کر فکر دے ٹک انگوٹی انال

مرے گھر کوں جانے کی امید دھر ... دیا او انگوٹی اسے کاڑ کر

انگوٹی چڑی دیو کے ہات جب ... دغا دیکو مجہ کوں گیا چھوڑ تب

لگی بید اول تے مجہ تھر تھری ... جو کھویا عنایت کی انگشتری

تاسف سوں چابیا ابس ہات میں ... کہ اپنی دغا سوں ہوا مات میں

اسی بھانت سوں لے پشیماں ہوا ... ولے تب نتھا اس درد کوں دوا

چلیا چار ناچار دل سخت تر ... جو اپڑیا میں اس کوہ کی سیس پر

دسیا مجہ کوں اس کوہ پر ناگہاں ... عجب تخت یک سور ساز رفتاں / جوالاں

جو بیٹھا انتھا اس تخت کے اپر ... سو یک دیو بد شکل ناپاک تر

مکہ اس کا سیاہی نمن تھا سیاہ ... ادوقہ میں نہنہا انتھا یک سپاہ

جیسے دست جوں شاخ یا بیخ سخت ... تناور انتھا جوں تناور درخت

انتی سونڈ اسکوں ہتی کے نمن / ہاتھی ... ہتی جس انگے تھا نبی کے نمن / ہی

ثنائی سوں دوڑیا مجھے ویک کر — کیا قصد میری ہلاکی اوپر
غضب سوں پکڑ مجھ کوں وناپکار — سٹیا وانتے بھرکا کو ڈونگر تلار
پڑیا ہیں دعا پیر پری کی تب — سلامت رکھیا حق نے مجھ اس سبب
بلندی ہیں او کوہ تھا جو اکاس — پڑے پر نہ جیو رہے نہ ہڈ نہ ماس
ولیکن خدا تھا نگہبان مجھ — دیا اس برکت سوں جیو دان مجھ
نزاں ہو کوئی وقت کوں میں ہشیار — کیا وان تے تنہا سفر اختیار
سو کئی منزلاں لگ تھا مجکوں قوت ۱۳۲۰ بجز ذکر حَیِّ الَّذِیْ لَا یَمُوْت
بڑے بھاگ تھے جس کوں ساقی اچھے — نہیں ڈر جسے لوشنگانی اچھے
انا ساقی اس روح کوں دے پرا — اس آخر زمانے کے فتنیاں کوں با
جو نا اسکی مستی سوں میں ساندکر — سٹوں غم کے دجّال کوں باندکر

## مقام دہم

قلم یو جو دھرتا ہے شیریں نکات — رکھیا گھول اس بات میں جوں نبات
کہ حضرت علی سوں کیے آشکار — مقامِ دہم کوں تمیم انصار
جو کئی دن چلیا یو بچہ ہج دھیان میں — کہ ناگاہ یک دن بیابان میں

یوں ہی

دسیا ایک عجب جھاڑ مجہ سایہ دار ۔۔۔ کہ جس چھاؤں میں پائیں کئی سو سوار
سو آرام آسودگی کے بدل ۔۔۔ گیا میں شتابی سوں اس کوں تل
دکھیا میں جو باندے ہیں اس جھاڑ سوں ۔۔۔ زنجیراں سوں کس کس کو یک دیو کوں
دسے یوں سحر روجوں اندکار رات ۔۔۔ اٹھا یو ہم تے یو ہم ناپاک ذات
مجے دیک او دیو یو لیا پکار ۔۔۔ کہ ہاں خوش توں آچہ اے تمیم انصار
ترا شہر تو یاں تے نزدیک جان ۔۔۔ نکو رک توں اس بات میں کچ گمان
پوچھیا میں اسے کیا سبب یاں تجھے ۔۔۔ بندے ہیں سو سچ جاب دے توں مجے
کہا یک پڑا مجھ سوں سخت کام ۔۔۔ سو اس تے بندے ہیں مجے یاں مدام
ولے تجھے مجے تجہ سوں کنیک سوال ۔۔۔ جواباں توں اسکے مجے دے اتال
مجے اسکی نیت کی نیں تھی خبر ۔۔۔ جو نیت میں اس زہر ہے یا شکر
سو القصہ او دیو سرگشتہ حال ۔۔۔ کیا اس وضع مجہ سوں ول ول سوال
کہ جگ میں خدا کے نبی ہیں حیات ۔۔۔ کہا میں کئے اس جہاں سوں وفات
بھی پوچھیا کہ جھوٹے گواہ ہور قمار ۔۔۔ زنا ہور گھوڑے پو عورت سوار
یو سب فعل ہوتے ہیں یا نیں سو جاب ۔۔۔ مجے بول تحقیق اے مرد شاب
کہا میں یو دنیاں میں ہوتے ہیں کام ۔۔۔ یو سن جواب او دیو صورت حرام

ہلیا سخت توڑ یا زنجیراں سکل | انزواں تے آیا بزاں جھاڑ تل

انزتنجہ او دیو سرگشتہ بخت | کیا قصد میری ہلاکی پو سخت

غروری (غرور) سوں یک ہانک ماریا (انزتے ہچ) عظیم | کہ جس ہانک سوں ہوئے زہرہ دو نیم

پکڑ ہات میرا کہیا بول مج | کہ پھر کانوں میں کس طرف پائیچ تج

سپڑ میں رہیا ہات میں سکے یوں | سپڑتا (پھینکوں) ہے کاغذ شکنجے میں جوں

پڑیا جیو کا میرے مجے آکبل | لگیا بید سا کانپنے تن سکل

کہا دل میں یارب کروں کیا اپال | توں یچ مجے اس بلا تے سنبال

جو اسنے میں از حکم پروردگار | ہوا ایک فرشتہ وہاں آشکار

کہ انژدھا دیس سور اس پل منے ۱۳۶۰ ستے مار کے دیو یک پل پنے

کیا کیوں تو انز یا تلار اے لعین | کہ یک وقت ہے تج انزتے معین

مہابت (کہا) سوں کرٹک نظر اس اپر | کیا سنگ کوں موم تے نرم تر

فرشتہ جب اس دیک ڈاٹن (ڈانٹنے) لگیا | تب او دیو مج چھوڑ کا پن لگیا

بزاں زور سوں مار اس زیر کر | لجا سخت باندیا اسے جھاڑ پر

کہا او فرشتہ بزاں مج پکار | کہ ہاں کیا سبب اے نتیم الضار

دیا اس سوالاں کا توں کیوں جواب | انا جانوں یا تنتے شتابی شتاب

کہا یں فرشتہ ہوں لاشک یقیں — سو دجال مردود ہے یو لعیں
یو آخر زمانے میں بھار آیگا — سو کئی خلق اس تے دغا کھایگا
قیامت کے آنے کا سیوٹ نشان — سو اس کا نکلنا ہے سچ دل میں جان
کرینگے اسے قتل مہدی امام — اچھو حق تے نازل انوں پر سلام
اگر میں نہ آتا تو یو ہولناک — کیا تھا تری جیو سوں نچ ہلاک
یو سب بھید او جب کیا آشکار — کیا اس پو میں آفریں بے شمار
پوچھیا تب کہ میں کس طرف جاؤں یاں — کہا بیٹ قبلہ طرف ہو رواں
چلیا میں کتنیک روز و اسو شتاب — نہ کھانے کوں کھانا نہ پینے کوں آب
پڑیا تھا ادک غم تے مج دل میں شور — نہ ہاتاں میں قوت نہ پاواں میں زور
عجب صعب پو سختی اتھی رات دیس — نہ اکثر کھڑا کس پو ایسا دیس
نہ آرام تن کوں نہ دل کوں شتاب — چلیا میں اسی وجہ سے دین رات
اناسا قیا لیا اور کئیں مدن — شہیداں کے مانند خونی کفن
کہ تا اسکی منی سوں ہو کر سعید — پرم کی اچھوں تیغ کا میں شہید

## مقام یازدہم

فراست کے صراف نے سربسر — کیا زر کوں یوں اس کسوٹی اپر

کہ بولے ہیں یوں بازدہم مقام ... تمیم انصاری نے اے نیک نام

جو گئی روز بعد از مجے یک محل ... دسیا یک بیابان میں بے بدل

گیا اس محل پاس میں دوڑ کر ... دکھیا در پو اس قفل یک سخت تر

لکھے تھے سو یوں قفل پر خط نیک ... کہ ہے عرش تا فرش سجان ایک

پڑیا تب مبارک او خط بے حجاب ... پڑیا قفل اپس تے اپی کھل شتاب

بزاں میں گیا اس محل کے بھتر ... دکھیا کئی محل یک تے یک خوب تر

سُنے کے اتھے خاص او سب محل ... مرصع کرے تھے اسے بے بدل

سو یاقوت ہور لعل مرجان سوں ... جڑے تھے محلاں ادک گیان سوں

بلندی میں ہر یک محل جوں گگن ... زمیں سے فراخی (میں) ہر یک انگن

رکھے تھے وہاں یک کندوری سنوار ... بھی پانی کے کوزے کتیک بشمار

سو اس تھا الوان نعمت کے خوان ... جو دیکھیا انکھیاں نا سنے کس کے کان

بیں جا اس کندوری پو کھایا طعام ... پیا آب شیریں تے اس ایک جام

چلیا وانتے اٹ کر شتابی بدل ... پھریا او مکلل محلاں سکل

جو ناگاہ واں ایک صوفی چھار ... دسیا ایک حجرا جو اہر نگار

جو او سب محلاں میں خوش رنگ تھا ... سکل نقش جوں نقش ارژنگ تھا

جتے نقش اسکے سو گلشن دسیں — جواہر ستارباں تے روشن دسیں
انھا پردہ سبز اوس در پو ایک — فلک سبز حیراں تھا جسکوں دیک
سو پردے پو او خوش جھلک دیک کر — اوچا نسٹ کو پردہ گیا میں بھتر
کتیک تن دکھیا اس میں زخمی اتھے — دھڑاں تھے ولے جیواں میں نہ تھے
اگرچہ نہ تھا جیو ولے سر بسر — دسے تن جتنے جیوں من جلوہ گر
ہتیاراں پو تکیہ کئے تھے سکل — توں بولے اتا آئے ہیں دل کھندل
رنگیں کسوتاں لھو کی لالی سوں لال — شجاعت میں ہر یک دسیں باکمال
سو میں واں تھکیا حال او دیک کر — جو ایسے میں واں بھی دسیا ایک در
سو اس دار پر تھے سواراں چہار — کمر باند ہتیار شمشیر دار
ڈریا میں سواراں کوں واں دیک کر — جو بولنگے مجہ توں کے آیا بھتر
جو اتنے میں مج دیک چار و سوار — مرا ناتوں لے مجکوں بولے پکار
کہ توں گھر کی تیرے نکو فکر کر — جو یانے ترا گھر ہے نزدیک تر
براں میں بھی خوش ہوا تو سوں کلام — کیا ہور پوچھیا پو قصہ تمام
سو بولو جو یو کون ہیں کشتگاں — تمیں کون ہیں جو کھڑے ہیں سو یاں
پو سن یوں دئے جاب چار و سوار — کہ یو کشتگاں ہیں پیمبر کے یار

جواب

کہ حق کے بدل یو ہوئے ہیں شہید — جو دونو جہاں میں ہوئے ہیں سعید
یقیں جان توں اے تمیم انصار — ہمیں ہیں خدا کے فرشتے چہار
جداں جگ میں تجھے نوح اے نیک نام — تداں سوں نگھدار ہیں یاں مدام
جب کندوری جو یاں یک رکھے ہیں سنوار — کہتے ہیں کہ فردوس تے لیائے بہار
سو لوگ آ کو کھاتے ہیں او طعام — ولے کم نہ ہوتا ہے اے نیک نام
بزاں ان سوں بولیا مرا حال ہیں — کہ بچھڑیا ہوں میں گھر تے کئی سال ہیں
گھٹیا باٹ چلتے مرا جان و تن — نپایا و لے باٹ گھر کے رخن
کہے گر توں تیلے طرف جائیگا — ترے لوگ سب کئے سو توں پائیگا
دلاسے سوں یوں جب دئیے مجھ جواب — دعا کر کو ان کوں چلیا تب شتاب
چلیا جلد ہو واں تے اندوہ میں ۱۴۳۰ زمیں پر زمیں کوہ پر کوہ میں
کتیک رات دن یوں گئے جب گذر — دسیا باغ صحرا میں یک سبز تر
ہر یک جھاڑ سو سبز جوں نوں رہا — ہر یک شاخ طوبیٰ نمن باردار
درختاں جو پاتال سوں باندے نقاب — نہ دیکھی زمیں او کدی آفتاب
سورگ بن جو تھی دھوپ کوں باٹ تنگ — اٹھا عرش تے فرش لگ سبز رنگ
سو لالے کے یاقوت جیسے چمن — سو نیلم نمن سب یو نقشے کے بن

دسیں نرگس اس باغ چمن خوب کے　　جو جھلکے نین خوب محبوب کے
لٹک سنبل یوں تھے گل لال پر　　کہ جوں زلف محبوب کے گال پر
پیالے سو لالے کے بھرتے مدن　　ڈولیں باو سو شاخ لبناں منن
کنول کھل کو اس دنت دھانکلے　　کہ عود سوز تے عود کا جوں دھنور
چمن میں بیارے کھل کو سارے گلاں　　خوش آواز نھیاں اس پر پلیلاں
پکارے کتنے فاختے سر سری　　ہنسے کس طرف خوش ہو کبک دری
اتھے خوش نما اس میں شمشاد و سرو　　سو قمری یو دراج کبک و تذرو
اناراں جو تھے بے بدل توت کے　　سو حقی اتھے لعل یاقوت کے
پکیاں خرماں یو دسیں تاب دار　　سو کنچن کے جوں ہیکلاں تاب دار
دھریں خوشے انگور کے سبز بیل　　گگن سبز میں جوں ثریا کی جھیل
سو میوے تھے اس بہانتی ہر رخن　　نہ کاناں سنے کوئی نہ دیکھے نین
درختاں ہزاراں جنس کے تھے باں　　سو میوے تھے یو شاخ پر کئی ہزار
سکل کالوی جو روا تھے سو واں　　سو پیارے لگے جو نکہ عمر رواں
دسے سبز سبزی میں یو صاف جل　　رپے کے زمرد کے تختے پو جل
دسیں جھار چشمیاں یوں یوں سر بسر　　کہ جوں خضر امرت کے چشمے اپر
چشموں

عجب خوشنما سبز او باغ تھا ارم دل میں جس باغ کا داغ تھا
پھریا باغ جب میں تماشے بدل دسے وال بڈے مرد یک جھاڑ تل
جو بیٹے تھے تسبیح کے دھاں میں جو مشغول ہو ذکر سبحان میں
سو مکھ صبح ہور بال کافور سے دسیں پیر او پارۂ نور سے
انگے جا کو ان کو کیا میں سلام علیکی مجھے دیکو او نیک نام
کہے ہے توں او جو گنوا نا گیا کہ سارا مدینہ تجے ڈھنڈ رہیا
کہا ہوئے او ہوں میں اے نیک نام سنے تو کروں عرض قصہ تمام
کہے ہنس دلاسے سوں اے مرد نیک کہ جا تو انگے جیب وضو کر کو دیک
ملیں گے تجے یک دو جے پیر مرد انو پاس تج حال کا بول درد
ترا ان سوں خاطر نشاں ہوئیگا سکل مشکل آسان واں ہوئیگا
جب اس تھا سوں او کئے تجہ نشاں وداع ہو کو واں سوں ہوا میں رواں
انا ساقی آنوں کہ اے دل ملول بجز مے نہ کرنا ہے کس کوں قبول
انا آنوں اے ساقی خضر کن پلا جام او آب حیوان من
کہ تا اسکی مستی سوں پایوں حیات اچھوں خوش سدا اہل عزیزاں سنگات

# مقام دوازدہم

مرے دل نے تعلیم لے خضر پاس		کیا سبز یوں اس بیاں کا لباس
کہ اپنا کہے بار[۱۲] واں یوں مقام		تمیم الفصاری علی سوں تمام
کہ واں تے چلیا چار دن چار رات		سو حق کا مدد رہنما لے سنگات
یکا یک دکھیا ایک صحرا اپر		سو یک باغ فردوس سا جلوہ گر
اگر ہور چندن ہور صندل کے جھاڑ		سرب آنک کھینچے تھے چو گرد باڑ
نظر جاں تلک جائے واں حسن رخن		زمیں سب دسے سبز طوطی بمن
توں بولے بچھائے تھے بھر نشاط		زمیں پر سکل عبقریا کا بساط
دسیں اوس لہلہتے سبزے اپر		ہرے پاچ کے جوں پوروئے گہر
اتھے بوند شبنم کے لالے پو یوں		جھلکتے ستارے شفق میں تے جوں
تھکے سبز سبزی میں اس دیک ہرن		مدن کے چمن میں جوں آہو نمن
گلاں سوں زمیں سبز ست یے گماں		دسے جوں ستاریاں سوں سبز آسماں
اتھے لال ہر ایک گل شاخ پر		صراحی مے لعل کی سر بسر
مے ناب شبنم اتھی جوں گلاب		چھکے نین نرگس کے پی پی شراب
ڈولیں باد سوں گل کے کئی شاخ بھا		مدن پی کو جوں نازنی گلعذار

تازغیں

دسیں سُرخ گل سبز ڈالے منے — رخ خوب جوں سبز والے منے
اتھے سرخ گلنار کے پات سب — ۱۴۷۰ کہ جوں پان کھائے سو خوباں کے لب
نکے جھونکے منے ہر رخن — بنفشے رکھے سر عروساں نمن
کنول پر دسیں پر پسارے بھور — کہ جوں سیام ابرو کنول نین پر
اگر پنچی کے پیچہ یوں پر نگار — کہ مہندی سوں جوں پنچۂ گلعذار
جتے عشق پیچے اتھے خوش نظر — سٹیں عشق کے پنجہ ہیں سر بسر
ہزاراں کھلے ارغواں کے چمن — ہزاراں پھلے نسترن ہور سمن
اتھے خوشنما گل ہر یک ڈال کے — ضمیراں ہور سنبل ہور گل لال کے
گلابی گلاں کے کھلے کئی چمن — پھلے یاسمیں ہور کھلے یاسمن
بناں کیوڑیاں کے جو تھے آس پاس — کئے تھے اپس و ھامناں کا لباس
دسیں جھاڑ چنپا نکے یو روپ سوں — کہ جوں لاجہ وردی طلا دھوپ سوں
کھلے مکہ پو ارگند سوں سینوتی ۱۴۸۰ پھلے جائے جوئی سو مل رینوتی
کھلے کئی وضع کے گلاں چاؤ سوں — جھڑے کئی وضع کے پتے باؤ سوں
رنگار نگ پھولاں کی جھڑ جھڑ — زمیں رہی سورنگ دامنی مدتی
گلاں پر سوں چوچو کے شبنم کی نم — چمن واں کے سب ہور رہے تھے جم

ملا کر نوے چاند سے ایک ٹھار　　دھرے تھے ہر یک بند پانہ سنوار
بھی ایسے تھے کئی و پھل نوے ہر زبن　　نچا کی زباں کس نہ دیکھے نین
بیتے ہر طرف جھاڑ تھے باردار　　جو نا کر سکے کوی ان کا شمار
بنے ڈاٹ جھاڑاں سو جھاڑاں ڈولے　　جو بچھڑے سو جوں مل کو لگنے گلے
سو کئی جھاڑ میوے کے تھے بایہ دار　　جتے بایہ داراں و نے سایہ دار
سعادات میوے ادک بار تھے　　سو امرت کے چشمے ہر یک بھار تھے
اتھے قد دلبر سے شمشاد کئی　　۱۴۹۰　　الف ساز کے سرو آزاد کئی
درختاں جتے خضر سے حلہ پوش　　ہر یک چشمہ لذت میں جوں آب نوش
جتنے جل کے چشمے و تھے جیو کے قوت　　کریں ذکر حَیِّ الّذِی لَایَمُوت
دسیں کالوی سبز سبزے میں یوں　　پٹیاں میں عروساں کے ہے مانگ جوں
کنارے سونالے کے سبزے سو یوں بھر　　دسیں سبز خطاں کے جیسے اوپر
دسیں جل میں سبزی سو ایسا خیال　　صفا دل میں فردوس کا جوں جمال
بھریں جل جو کر موج سوں غلغلہ　　چلاوے ہر یک عشق کا سلسلہ
دسیں بھوئیں پر موج ہر رود کا　　بینے خضر جوں ذرہ داود کا
چھیاں رقص کر تیاں تھیاں جوں مل سکل　　کتے جن بجاوے جو تال ہور مندل

دھرے ہر مچھی واں کی ایسا ہنر  کولاٹی کریں کیا کولاٹ اس اپر
دِکھت خوش ادا اس مچھاں کا سکل  گگن کی مچھی او گئی ہے نکل
تریں جل میں خوشحال گردن فراز  بغولے بدق او لیا ہور قاز
انتھے کئی پرندہ جو واں سر بسر  کہ جوں حلہ پوشاں ہیں کوثر اپر
کہے توں درختاں کوں اس جل سنگات  کہ او خضر ہور یو ہے آب حیات
عجب خوش لگے جھاڑ چشمے اپر  سو آواز مرغاں کا شاخاں اپر
جتے مرغ رنگاں سوں خوش رنگ تھے  او ایں گلے سب کیے جوں چنگ تھے
ہرے لال مرغاں سوں سب شاخسار  دسیں سبز ہور سرخ جوں لالہ زار
ہر یک شاخ پر مرغ کئی خوشنما  رہے تھے خوش آواز ہو کر ہما
خوش الحان مرغاں کے تھے بے حسا  تربلاں کھوڑ ہور انکے چنگ و رباب
سو مینا ٹوری و کبک دری  بھی تورتی سوں مل فاختے صرصری
کریں گل پو بلبل ثنا بے شمار  ہزاراں ترپ داستاں کئی ہزار
سو مھوراں لگے ناچنے دیک مور  ہیتہ کرے ہو پپوا اس سمور
خوش آواز قمریاں کیاں آشکار  رحیاں کوک تیاں کو پلاں ٹھار
خوشیاں کر اپس دلیں ہر یار کا  ہنسے ہنس ہنسا دیک گلزار کا

خوش آواز قمریاں ہیں دراج کا　　　بدھاوا اتھا باغ کے کاج کا

عجب باغ سرسبز تھا سربسر　　　فراخی منے جائے جاں لگ نظر

اتھا ہر چمن اس میں کئی کوس کا　　　توں لیے تو نمونہ تھا فردوس کا

اچھے کیوں نہ یوں جلوہ گر او چمن　　　کہ عاشق کے آرام کا تھا وطن

نظر ہور دل کوں سو بخشتے شرف　　　کیا باغ میں سیر میں ہر طرف

یکایک واں دیکھا ہی یک مرد پیر　　　جو بیٹھے تھے قبلے طرف سب حصیر

دسے مکھ تجلی سوں سورج منن　　　سکل بال اجلے دسیں جوں کرن

سراپا تھا سبز اس کا لباس　　　محبت دسے ان میں ات بے قیاس

دسے سبز کسوت میں انکے سوناب　　　فلک سبز میں جوں دسے آفتاب

توجہ رکھ انسوں اپس کا تمام　　　انگے جا ادب سوں کیا میں سلام

علیکی مجے دے کو او کام گار　　　کہے اب توں جا انمیم انصار

بڑاں انکے نزدیک جا با ادب　　　کیا عرض ان سوں مرا حال سب

جو کئی سال میرے پو یو حال ہے　　　ہر یک طاس میرے پو کئی سال ہے

یو غم مجہ ہے ڈونگر ہر یک بال پر　　　ہر یک بال شاہد ہے مجہ حال پر

نہیں بال کانٹے بھریا ہے یو تن　　　ہوا تن درخت مغیلاں نمن

اگیتی ہے سینہ مرا سر بسر　　　دھنواں ہے ہر یک بال مجہ سین پر

انگیٹھی

گھرے مختاں مجہ پو کئی دمبدم　۵۳۰　اکنار نج سوسوں کتا درد و غم

اچھینگے مرے آل و اہل و عیال　　　بچھڑنے تے میرے پریشان حال

مرے دلکے میوے مج انکھیاں کے نور　　　ہوے کئی برس جو مجہ تے دور

ادک اس سبب غم تے مچ زہول　　　جو حضرت کے روضے سوں ہیں دور تو

کداں ہوئے یارب جو ایسا سبب　　　کروں خاک اس سر پو دیدیاں میں

یو سن حال او پیر فرخندہ ذات　　　دئے جاب یوں مجہ دلا سنگات

کہ توں کچ نکو اچھ پریشان حال　　　ترا گھر ہے نزدیک یا نتے انال

ترے گھر کوں میں بھیج دیتا ہوں جان　　　اپڑنے میں تیرے نکو رک گمان

اول جا توں اس باغ میں سیر کر　　　سو میویاں تے توں سیر ہو سر بسر

بزاں بھی سو پھر یا کچہ آ توں سنبھال　　　کہ تجہ گھر کوں اپڑا ایگا ذوالجلال

گیا وانتے اس باغ کے جلد تر　　　کتیک دور اس ڈاٹ جھاڑاں تھے

کتیک توڑ میوے تناول کیا　　　سو یک پاک چشمے تے پانی پیا

یکا ایک واں یک کنارے ستی　　　دکھیا میں جو بیٹھی ہے یک پیر زن

اتھی پیٹھ خم راست مانند چنگ　　　انکھیاں سبز مد شکل ہور زشت رنگ

پیٹھ

سیہ رنگ یک شکل اس انگ پر　　انھی کسوت ابریشمیں خوب تر
سو پہنی انھی رنگ پر کئی ہزار　　مکلل جواہر سو پستاں سنوار
بھی موتیاں کی تسبیح اپس ہات دھر　　پھرانی تھی منکے ثنا بول کر
انگے جا سلام اس کہا میں شتاب　　غروری سوں وہ کچھی نہ دے مج جواب
نظر کی حقارت سوں جب مجہ رخن　　کہا تب میں غصے سوں اے پیر زن
ترے تے لوڑے لوگ سارے تمام　　ادب سات میرا لیئے ہیں سلام
کہ توں کون کیا ہے بڑائی تجے ۔۵۵۰ اکہ ہرگز علیکی نہ دی توں مجے
میں کئی دھات پوچھیا اُسے بات ان　　نہ دی جاب مجہ کوں سو وو پیر زن
ولیکن یک آواز واں آشکار　　ہوا یوں کہ ہاں اے نعیم انصار
ہلاکی سوں منگنا ہے شوخی کی بات　　بنی بندگی کرنا ہے اسکے سنگات
یتی بات کرنے تجے کیا مجال　　انا بیگ جا توں اسکوں سنبھال
سنیا جب میں آواز او ہولناک　　ہوا دل مرا ہولتے چاک چاک
ہوا جب اس آواز تے مجہ ہراس　　گیا جلد میں پھر کو اس پیر پاس
ادب سات پوچھیا انو سوں سوال　　کہا میں کہ اے پیر فرخندہ فال
سوالاں ہیں یک چار مجہ دل اپہ　　جو اسکے جواباں کہو کھول کر

اول یک جو تم کون ہیں سوکہو تمن چھانوں مجہ سر یو دایم رہو
دوجا او جو یو کون ہے پیرزن جو بیٹھی ہے اس باغ کے یک رخن
دوسرا
رتیجا او جو آواز او ہولناک سو کس کا انتھا مج کہو صاف پاک
تیسرا سوال
بھی تمنا سوں مج یو ہے جو تھا جو او کون تھے پیر صاحب جمال
جو بھیجے ہیں مجکوں تمن پاس او مرے گھر اپڑنے کی دے آس او
سوالاں یو سن پیر ہنسکے شتاب کہے سن بیاں وار ہر یک جواب
اول مجہ کوں پوچھیا کہ اے نیک ذات خضر ہوں نگہ بان آب حیات
دوجا سن جو بیٹھی سو او پیرزن ہے دنیا کی صورت عجب را ہزن
رہے ہے عروسی سوں البیں سنوار عروس ایک داماد جن کئی ہزار
او بانگ جو بولے تجھے ہانک مار سو یا جوج ماجوج اسے بار غار
ملے تجہ تے اول جو او مرد پیر سو الیاس تھے پاک روشن ضمیر
سوالاں کے میرے سنیا جب جواب دعا کر کو پوچھیا تب ان کوں شتاب
جو یا نتے مرا گھر گنتی دور ہے کہو مجہ کوں دل غم تے رنجور ہے
کہے گھر کوں یا نتے گنتی نج اے نیک نام جو سو سال کے باٹ ہے والسلام
یو سنکر خبر میں ہوا زار زار سٹیا ابر تمنے انجو لے شمار

کہے خضر مجہ کوں نکو ڈراتال   کہ تجہ گھر کوں اپڑا اگا ذوالجلال

تو کر شکر سبحان کا بے عدد   جو لیایا تجھے یاں تلک کر مدد

جو کوئی یاں تلک تجکوں لیایا یا   سو بھی تج مدد او کریگا اتال

ترے دل میں یو بات تحقیق جان   کہ تحقیق تجہ پر ہے حق مہربان

کتیک روز یاں اچھ مرے پاس تو   کہ لاشک ترا پائے گا آس کو ن

بزاں میں کتیک روز واں خضر پا   رہیا یا علی گھر کی رکھ دل میں آس

یکایک یک روز واں پر ایک   کیا خضر کوں آ سلام علیک

پچھے تب خضر نے اسے اچھال   تجھے کاں رضا ہے برنے اتال

کہا حکم ہے مج میں کے اپر   رضا اس دئے خضر فی الحال پر

بھی یک روز یک اپر آیا امول   کہے اس تجھے کاں رضا ہے سو بول

کہا روم پر ہے مجھے اب رضا   اسے بھی دئے خضر نے تب رضا

گیا وا نتے او ابر بارے مثال   بھی آیا کتیک دن پچھے یک ابال

سو تسلیم کر خضر کوں با شرف   کہا حکم ہے مجہ مدینے طرف

کہے اسکوں تب خضر فرخندہ فال   کہ اپڑا توں اس مرد کوں واں اتال

کہ اس مرد کا ہے بدن میں ٹھانو   الو کا تمیم انصاری ہے ناتو

بچھڑ گھر تے کئی سال ہیں زار زار سو دیکھے ہیں بو محنتاں بے شمار
سو یوں بول کر بھوت تاکید سات دعا کر کو مجہ کوں دئے اسکے ہات
بڑاں خضر کے حکم پر او اچھال اپس بیٹھ پر لے چلیا مج سنبھال
چلیا جلد کیا کوہ کیا دشت سا ہر یک پل میں سو کوس یل سو ہزار
معلق ہوا پر اتھا تیز رو سلیمان کے تخت سا جلد رو
پون پر سگاسن میں اس ہو سوار تماشے دکھیا میں ہزاراں ہزار
سو القصہ یک روز میں سیر کر مجے لیا اتاریا مدینے بہتر
میں اتریا مدینے میں جب یا علی ہوئے مشکلاں سب میرے منجلی
کھلے جیو سوں میرے سکل غم کے بند ہوا عیش کوں دل کے میرے انند
خوشی سوں اپس تن میں مایا نہیں اپس میں اپی میں سمایا نہیں
میں ایڑیا جو مج گھر کوں آ شیر زر سو احسان ہے خضر کا مج اوپر
مجے خضر سار ہنما حق دیا بھی آخر مشرف تمن سوں کیا
ہر یک بال میرا اگر ہوئے زباں نکر سک سوں میں شکر حق کا بیاں
جو دکھلا تماشے مجے کئی ہزار اپس معرفت کے ہنر بے شمار
سو کئی کئی بلا یاں تے رکھ مج جتن بھی آخر کوں لیایا مجے مج وطن

تمن پاس لے حیدرِ نیک نام — جو کچھ تھا سو قصہ کیا میں تمام

سنے سربسر یو جو قصہ عجب — عجب ہور ہے یار اصحاب سب

علی سن یو رنگیں حکایت عیاں — پیمبر پو صلوات پڑ بعد ازاں

کہے راست قصہ ہے یو سربسر — مجے حق خدا کے نبیؐ نے خبر

بزاں ان کوں حمام فرما شتاب — سورج کر کے دوری برق کا حجاب

یو بچھانے بزاں انکوں اصحاب سب — بجا لیائے سب مل کو انکا ادب

ہوا سب پو یو راز جب منجلی — بزاں شاہ مرداں علی ولی

تمیم انصاری پو رحمت کئے — بزاں انکی عورت انو کوں دئے

ہوے شاد تب اہل مجلس تمام — دعا پر کئے ختم سب والسلام

انا ساقیا عشق کا جام لب — سو او جام نیک و سر انجام لیا

کہ نا اہل پیویں سب عزیزاں کے سات — جو ہے بزم خوش دل کے یار اسکا

بحمد اللہ از حسنِ توفیق رب — ہوا نظم دلخواہ یو ختم سب

# ضمیمہ

"قصۂ بے نظیر" یا حضرت تمیم انصاری کی مہمات سے متعلق کئی قصے اور بھی لکھے گئے ہیں، جو نظم اور نثر دونوں پر مشتمل ہیں، اور مختلف مصنفین کے ہیں۔ ان میں سے مرتب کو جو قصے مل سکے، ان کی تفصیل حسب ذیل ہے۔

(۱) قصۂ تمیم انصاری۔ منظوم۔ جس کا ایک مخطوطہ عالیجناب نواب سالار جنگ بہادر کے کتب خانہ میں محفوظ ہے، ۱۰۹۰ھ کا لکھا ہوا ہے۔ اس کے مصنف کا نام واضح نہیں ہے صرف ذیل کا شعر ہے، جس سے مصنف کے نام کے متعلق کچھ قیاس قائم کیا جا سکتا ہے۔

که عاجز کبیرا ہے کمتر غلام　　دھرے یاد اللہ محمدؐ کا نام

اس قصے کا آغاز حسب ذیل شعر سے ہوتا ہے۔

صفت میں خدا کا کہوں ابتدا　　نہ اس باج بھی کوئی دسرا خدا

خاتمے کا شعر یہ ہے۔

یو قصہ کیا ہوں میں تمت تمام　　محمدؐ نبی پر درود ہور سلام

"قصۂ بے نظیر" میں اور اس قصّے میں بعض جزئی واقعات میں اختلافات ہیں۔ مثلاً حضرت تمیم کی بیوی جب خلیفہ کے دربار میں آتی ہے تو بتلایا گیا ہے کہ وہ اپنے دونوں بچوں کو بھی ساتھ لاتی ہے۔ شعری اعتبار سے یہ کوئی اہم کارنامہ نہیں ہے۔

(۲) "قصۂ تمیم انصاری" مصنفہ سید محی الدین قادری جعفری ابن سید شاہ شمس الدین قادری گنگوہی یہ قصہ نثر میں ہے۔ اس میں' اور "قصہ بے نظیر" میں واقعات کی حد تک بہت کچھ اختلافات ہیں۔ اس قصّے کا مخطوطہ بھی عالیجناب نواب سالار جنگ بہادر کے کتب خانہ میں موجود ہے۔

(۳) قصۂ تمیم انصاری۔ مصنفہ غلام رسول' غلامی' ساکن کھمبایت' منظوم سنہ تصنیف ۱۲۱۸ھ' اس قصّے کا ذکر مقدمہ میں آچکا ہے۔